

U. 6992

سوره
۶۲

مشعر

۱۹۳۱ء

موقوف
خواجہ عشرت گزنی

خواجہ قلیا الدین احمد

بار اول ہجری ۱۳۵۱

خواجہ قلیا الدین احمد

یہ سب باتیں ہم نے اس باب اور دوسروں کا ہنر

نہیں معلوم ہوتا۔ اپنی آنکھ کا شہیر نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی آنکھ کا
 نہ نکالنے کو تیار ہے۔ کہا جاتا ہے اردو زبان کی خدمت ہندو نہیں
 لرتے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اردو
 ان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں۔ سب کو یہی شکایت
 ہے۔ لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اس کے برعکس ہے
 آج جس قدر اردو زبان کی خدمت ہندو شاعر اور ہندو شاعر متقبل
 طور سے کر رہے ہیں وہ قابل شکر گزاری ہے۔ میر و ستودا کے دوش
 بدوش ہندو شاعر اردو زبان میں اپنے اپنے جوہر کمالات دکھاتے
 آئے ہیں اور اپنی نہ ہی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کر کے اردو کو ہرگز
 بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فرہنگی
 سنسکرت کے تمام لٹریچر کو اردو میں ترجمہ کر کے اس کی خزاں کو بہار سے

۲
بدل دیا اور ایسے ایسے پھل نکھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔

نشاہوں نے شریں داد سخن دی۔ ناظموں نے نظم میں کمر فرمائی نکلی۔
کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیانند کریشنم پنڈت ارشن ناتھ مترشار۔
پنڈت بشن زائن ور۔ منشی طوطا رام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف خانہ۔
جاوید۔ منشی جالپا پرشاد۔ سابق ایڈیٹر اردو اخبار مسٹر برج زائن چکیت
منشی زوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بکینڈہ باشی۔ اور
موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ ہمارا جہ بہادر سرکشن پرشاد وزیر اعظم
دکن۔ سر تیج بہادر سپر وایم۔ اے۔ رائے بہادر پنڈت شیو نرائن
شیمتم۔ پنڈت برجموہن دتا تر بہ کنتی۔ مسٹر منوہر لال زشتی۔ پرنسپل
ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سزار
بھگوان سنگھ ڈائرکٹر سرسرتہ تعلیم ڈیپالہ وغیرہ کے احسانات سے بیکدوش
ہو سکتے ہیں جنہوں نے نظم و شرار دونوں میں چار چاند لگھاوئے۔ اور مختلف
زبان کے تراجم سے اردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان
اردو پر مدبران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مسٹر دیانند گم۔ بی۔ اے۔ ایڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔
مسٹر خیتا منی گھوش سابق ایڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد
منشی دیوان سنگھ مفتوں ایڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

مارٹر جگت سنگھ پر دپاٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور
 ڈاکٹر لوہن سنگھ - ہنٹر ڈپٹر رسالہ چین افسر
 مسٹر کنھیا لال ایم - لکھنؤ ڈپٹر رسالہ چاند - الہ آباد
 مسٹر تانک چند تار ڈپٹر ریٹاب لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناشر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی
 اس وقت ہمارے حلقہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اردو کو زمین
 سے آسمان تک پہنچا دیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نوکشور سیکٹیہ اشیش کا نام
 فراموش کر جائیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اردو زبان میں
 تمام علوم کے ترجمے شائع کر کے اردو کو علمی زبان بنا دیا۔ مصنفین
 کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے
 اردو کی اس قدر خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب
 ادنیٰ درجے سے ترقی کر کے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہو گئے
 سب سے پہلے قاضی اردو کتابیں اسی مطبع سے شائع ہوئیں۔

اہل قلم کی جانکاہی مدیران اخبار و رسائل کی ایثار و نفسی مالکان پریس
 کی امداد اشاعت تمام ہندوستان کے سرگزار کی مستحق ہیں مسلمان تنہا
 اتنی بڑی خدمت ہرگز انجام نہ دے سکتے۔

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھ لکرتے ہیں۔
 اور سب کے سب اس کام میں اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
 ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
 وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائے گی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
 ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائے گی تو اردو کی بھی
 خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ دو دوزبانوں کے نام نہیں ہیں۔
 ناشایستہ اردو ہندی ہے اور ناشایستہ ہندی اردو ہے۔ اردو کا حثیت
 ہندی کے بیچ سے اگا ہے۔ اردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
 ہے اردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلئے کہ تمام مصادر
 تمام افعال اردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسما
 ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اردو میں بولے جاتے ہیں۔
 گاؤں گاؤں یہی ناشایستہ اردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
 ہیں۔ ہندی زبان جس قدر زیادہ ترقی کرے گی اردو کو فائدہ پہونچائیگی
 اردو وہی اچھی زبان ہے جس میں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
 اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔

غرض کہ اردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اردو کو
 رواج نہ دیتے تو اردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آئندہ بھی

مشکل ہے ہندوؤں نے اُردو کو ترقی دی مختلف زبانوں کے ترجموں سے اس باغ کو شاداب کیا اور تین دلیل اس کی یہ ہے کہ صوبہ متحدہ میں فی صدی نو سے ہندو حضرات اُردو کے لکھنے والے اور بولنے والے ہیں گئے۔ حضرات ہندو کی دلچسپی اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اُردو کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔ ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ بھلا جن کاشین قاف درست نہیں وہ بخر بولتے ہیں تو اس جہالت میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔

بج بھاشا یعنی بھاکا جو کسی وقت میں عام زبان ہند تھی۔ اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بہ کثرت شامل تھے اسی سبب سے مقدس پنڈتوں نے اس زبان کو پلچھ کی زبان کا خلعت دیا تھا کیونکہ ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاکا پہلی ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اُردو کی گئی ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاکا اُردو کی جڑ مضبوط ہوتی جائے گی۔ موہن جھوگ سے لکھی نکالو یا نہ نکالو ہر طرح

موہن بھوک کھائے گا۔

ہندو شعرا و زشاروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر اُن کی
محنتیں ان کی کوششیں بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقا اُردو کو اتنی جلد ہی
ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کا جِ قائم
ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھاپنی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔
ایسے ہم ایک تذکرہ ایسے محبین اُردو کا لکھتے ہیں جنہوں نے
اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔
وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب
ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے
زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آج کل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پوتے پہنچتے ہیں
جز زیادہ سے زیادہ داد کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات اُنکا
سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں
کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

حالات نہ لکھیں اور ان کے اطوار عادات کلام سے کسب فیض نہ کریں
تو ہماری تہذیب ہماری تعلیم ہماری عادتیں خراب ہو جائیں گی۔

مسلمانوں میں تو اتنی یادگار قائم رہتی ہے کہ اگر قبر نچتے ہیں تو سودو
سو برس تک کتبہ کام دیتا ہے۔ اور کچی ہے تو بیس پچیس برس تک
نشان قبر باقی رہتا ہے۔ ہندوؤں میں ٹھکنت، بہنت کا مسئلہ سچ ہے
ان کی قبر نہیں بنتی کہ جا کر کوئی دوا سنبھالے اسلئے زیادہ ضرورت
اس امر کی ہے کہ ہندو صاحبان کمال کا تذکرہ مدون کیا جائے تاکہ
اسی ذریعہ سے ان کا نام دیر با قائم رہے۔

ان کے سبق آموز کلمات ہمارے لئے درس تہذیب ہیں۔ تذکرہ

ایسی چیز ہے جو تاریخ سے زیادہ کار آمد ہے۔ حکما کا قول ہے -
آدمی میں دو چیزیں عجیب ہیں۔ ایک نبض سے بغیر حال سننے بیاد ہی
کی کیفیت معلوم کر لینا۔ دوسرا کلام موزوں جو مرنے کے بعد بھی آدمی
کو زندہ رکھتا ہے۔ عقلا کا قول ہے کہ چلوگ اپنے ملک کے اسلاف
کے کارناموں کو بھلا دیتے ہیں وہ عروج نہیں پاتے۔ ماسوا اس کے
شاعر کا کلام جمع کیا جائے تو اس سے ہم کو اپنے اسلاف کی حالت اور
طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ علمی استعداد
کے جوہر کھلتے ہیں۔ ان کے زمانہ کی عشرت یا عسرت کا پتہ چلتا ہے

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے
یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے اتنا ہی اولاد
دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار میسوں میں بچ کر
اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پیساری کی
دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات
کو جن کی رو میں ہماری قلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے
موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چند روز کے بعد ماضی چاہو گیا
اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدون نہ کریں
تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے امید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام
تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے
حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتدائے زبان اردو سے لے
تک کا ہے۔ یعنی جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جس قدر
تہذیب میں فرق آیا جس قدر علوم نے ترقی کی جس قدر اردو زبان کی
توسیع ہوئی اسکا فوٹو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

طلباء کو معلومات کا فائدہ پہنچے یا ان کے اخلاق پر عمدہ اثر پڑے اسلئے
میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار
انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الہیات نصیحت مناظر قدرت
مکام اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامین درج ہیں۔ یا
مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیونکہ آج کل کی
شاعری نگار خانہ قدرت کے ہر نقش و نگار کا نوٹ لے رہی ہے۔
مجموعہ کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔
خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام
ہو۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

اعاظم خانساں لکھنؤ

الف

آرام۔ منشی کھن لال کا ستھ دہلوی ثم لکھنوی۔ تلمیذ انشا۔ فارسی میں
فایض التعمیل تھے۔ شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں مقصدی تھے
۱۸۵۸ء میں انتقال کیا۔

آہ اپنی زبان پر آئی یا بلا آسمان پر آئی
سراپا اس میں ہو قدرت خدا کی کہوں کیا چیز ہے انسان خاکی
آشفۃ۔ منشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔
رکھا سراپاؤں پر اسکے تو بولا کہ تو بھی بے سرو پا کس قدر ہے
دم کا ہمان ہے اور آشفۃ بے خبر تجھ کو کچھ خبر بھی ہے
آشفۃ۔ پنڈت امر ناتھ کشمیری ثم دہلوی۔ شاگرد تنویر۔ صوبہ پنجاب میں
منصف تھے۔ صاحب دیوان صاحب ملائذہ تھے ۱۸۸۸ء میں
انتقال فرمایا۔

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم کو پہچانا
کرم فرمائے من ثم تو پرانے آشنا بکلی
عوبانی حباب کا رکھانہ کچھ خیال، مقراض نوح دامن دریا کتر گئی
آشوب۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلہ نسب راجہ

دور مل تک پہنچتا ہے۔ متوطن دہلی سلسلہ میں اٹھاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اپنا دوسرا جھکے ہوئے دونوں طرف کراسکی
 زارہ چھوٹے جود میں ندان بادشہ
 آثم۔ ماسٹر چھوٹے لال خلف منشی بہادر لال کا لیتھ سہری دوستو متوطن
 شہر کھنڈ محلہ نگریاٹھا کر گنج۔ برادر خرد منشی ننھے لال عاجز شاگرد نواب بہن
 صاحب کلنج۔ آپ کو اردو کی خدمت سے بہت دلچسپی ہے مدت تک
 اودھ اخبار میں مترجم رہے۔ فارسی انگریزی میں کافی استعداد رکھتے
 ہیں۔ کچھ زمانے تک گورنمنٹ ٹیلی گراف میں مقرر رہے پھر حسین آباد
 ہائی اسکول میں ماسٹر رہے اسکے بعد کئی برس تک بیمار رہے۔ اسی
 حالت میں انگریزوں کو اردو پڑھاتے رہے اب طلباء کو بطور ٹیوشن
 انگریزی پڑھاتے ہیں۔ تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے

وہ ہو پر سوز غم انگیز ایدل استاد میری
 مثال شمع محفل جل اٹھی اکثر زبان میری
 دہل سنتے ہی صیاد نے کی فکر قرض
 مجھ کو چنیدیں پھنسا یا میری گویائی نے
 اے ک آہ بھی منے نکل جانا قیامت
 دزاسی بات میں نیا بنے گی راز دل میری
 ہاری حسرت ہی ہمارے دل کی زینت ہے
 دگر ذرا سکی لبتی میں ابھی دیرانہ چو جانا
 آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نوشق خواہیں ہیں

بس استعداد ہو عالم وحشت میں دسترس ، دامن کی دھجیاں ہیں نثار ہزار کو
 آئندہ پیارے لال دلہنشی گنڈا رام متونی ولادت ۱۸۸۷ء مقام کھنہ ضلع
 لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر اٹھ سال قوم برہمن تین سال تک مقامی
 ہائی اسکول میں ازبیری طور پر کام کرتے تھے آج کل تجارت کتب اور پبلشری کا
 مشغلہ ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد
 سے گہری دوستی تھی۔

سرور بادہ ہستی کے رنگ دیکھ چکے عروس مرگ کا اب انتظار دیکھیں گے
 نسیم لیکے نہ آئی پیغام آزادی اسیر کنج نفس کیا بہار دیکھیں گے
 رہیگا یو نہیں الٹ پھیر اس زمانے کا چڑھاؤ دیکھیں گے صد ہاتار دیکھیں گے
 آبرو۔ منشی رکھو دیال خلعت منشی گورو دیال جتہر لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔
 عارض نویس عمر پچھنٹا ۵۰ سال۔

یہ کیا مضمون ہو جیسی سو بھی دوانوئی ہمارے دو جگر کو کبھی شمع انوئی
 امید خیر ہو کیا ہم کو زال دنیا سے کسی کی دوست جہاں میں یہو فیانوئی
 بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو طویل زندگی بندہ خدا نہ ہوئی
 آبرو۔ پنڈت شن زائن صاحب در پر کشمیری لکھنوی نہایت کلمہ مشق
 شاعر تھے اردو سے خاص دلچسپی تھی کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا
 زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظر آتی نہیں جو چشم بیل کو بھی گلشن میں
 نگاہ شوق ان پھولوں کو چن لیتی ہے دامن میں
 خدا جانے مہنسی کس کی ہو کس کی مسکراہٹ ہو
 نہ غنچے مسکراتے ہیں نہ گل مہنتے ہیں گلشن میں
 ہمیں فرمان کیخداوی نہ کیوں خطا عسلا می ہو

جو دست و دست میں تھا وہ قلم ہے دست دشمن میں
 کیا کس کس کا خون آرزو پر وہ نشینی نے
 یہی دھبہ رہے گا شاہ عشرت کے دامن میں
 بہت روتے ہیں اب ہم یاد کر کے عہد طفلی کو

جواں ہونے کی کیا کیا آرزو میں تھیں لڑکپن میں
 جن پر نثار شمس و قمر آسمان کو ہیں
 وہ دڑے خاک کشور مہندستان کے ہیں
 کسار فصل گل میں پر شاں سو کم نہیں
 کیا کیا طلسم سبز و آب رواں کے ہیں
 اخلاق وضع طرز و رش سب میں نفاذ
 اب بگڑا منگ اور سی پیر عجب ہیں
 ہے عقل و ذکا صفحہ اول میں کہ جب تک
 کہنے کو کچھ سات و رق آسمان کے ہیں
 گل سے یہی شاوہر شبنم کا بلع نہیں
 روزے کا یہ مقام ہو مہنت کی ماہنیں
 آبرو۔ بابوشیہ و شکر لال صاحب موبانی ساکن بلگرام ضلع ہرودوی۔
 طبیعت رسا رکھتے ہیں۔

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہو
 بھاری مگر مریضِ فیرت کی اسٹیم
 ٹلتے نہیں ہیں قول سے جو کسدا گیا
 مردوں کے دم کے ساتھ ہی مردوں کی باتیں
 وہ زندگی بھی چشمِ زدن میں گزر گئی
 سمجھے تھو جسکو ہم کہ بڑی کاٹنا ہے
 آخر - لالہ جے نرائن درما - بی۔ اے۔ لکھنوی پہلے صانعِ تخلص کرتے تھے۔
 رسالہ ناول کے ادبیر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور
 ناولوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب
 بندہ علی خاں زیبا کے شاگرد تھے اور زیبا نور و زعلی خاں شیدا کے شاگرد
 تھے۔ شیدا کے استاد آتش تھے۔ دفعہ ۳۶ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء عیس
 انتقال فرمایا۔

دست سے بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے
 کعبے کو جائیں یاد تہوں کی لئے ہوئے
 ہمنے میخانے میں اللہ کا جلوہ دکھیا
 عین کثرت میں نظرِ صوٹِ حدت آئی
 انجگر - ٹیک چند دہلوی - دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت میقم بنارس
 صوفی نش تھے۔

وہاں دینے میں ملتا تھا انہیں دیدار یار

ایسی شے نایاب ہمنے مفت سستی چھوڑ دی
 انجگر - مسٹر نند کشورنی لے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروز پوری انگریزی کے
 علاوہ اردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں بہت

۱۵
 دُکھی لیتے ہیں اکثر انگریزی نظموں کا ترجمہ فرمایا کرتے ہیں غزل ہیں
 بھی ایک خاص رنگ ہے ۔

پتو نامہ صحت جی فنِ قضا کرتے نہیں چارون کی زندگی کو ہمیز کرتے نہیں
 سمع کو عریاں ہی پایا پردہ فانوس میں حسن دیتا ہو خدا جن کو حیا کرتے نہیں
 میں فلجہ مثل سابق ہوں ابھی ثابت قدم آپ کہیں مجھ پر وہی مشق جفا کرتے نہیں
 علم کے دریا میں آج گر ڈھونڈھ لاسر از بہت عام بازار میں میوٹی بکا کرتے نہیں
 آتھڑ۔ راجہ سری پرشاد سررشتہ دار افواج نظام تلمیند تائب لکھنوی ۔

جب بگڑتی ہے تو کچھ بتا نہیں سیر گردش کھاتا ہو گردنِ تقدیر سے
 آتھڑ منشی راج ہمارے لال صاحب کلرک جی مین پوری تلمیند حسن رہا رہی
 تصویر ہے نعل میں نعل داغدار کی اُٹھری ہوئی ہو ایک نشانی بہا کی
 بس اب سحر ہوگی شب انتظار کی یہ رات یادگار ہے روز شمار کی
 اخلاص۔ مہراج سکھرام داس برہہ چاری لکھنوی فارسی اردو میں حساب
 دیوان مھے محلہ نواز گنج میں رہتے تھے ۔ ستر برس کی عمر میں سنہ ۱۸۷۵ء میں
 انتقال فرمایا

دنیا اے بے ثبات میں سونگی کہاں کھٹکایا یہی ہو ہلکو کہ شام و سحر گئے
 کہتے ہیں ہم سے آہِ یسبختگان خاک اکدن چلو گئے تم بھی دھرم چھو گئے
 ارمان ۔ راجہ جنم جی مترنگالی ۔ اردو فارسی کے قابل اُشا پر داز شعور و سخن

مروان خدا خواہش دنیا نہیں کرتے آزاد رہہ و رسم کی پروا نہیں کرے
 الفت۔ راجہ الفت رائے لکھنویت شاہی زمانہ میں فوج کے
 بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشایطبع ہو چکی ہو
 اردو میں کلیات مرثیہ کلیات سلام دیوان غزلیات لمی جا بجا دیکھنے میں آیا
 لفظ کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند جب غور سے حیات کو دیکھو جابابہ
 غفلت میں کس مزے گزرتی ہونہرنگی جو کسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے
 الفتی۔ راجہ الفت رائے دہلوی ولد ملے سکھن جی کالیات ترک درکار
 کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثال نقش پا جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے
 انجس۔ مہابیر پرشاد بی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلع اکبر منشی
 مولچند صاحب اثر بکینہڈ بارشی کالیستہ سری واستودوسرے متوطن خیر آباد
 محلہ بھولن پور ضلع سیتا پور سال ولادت سن ۱۹۰۷ء عمر ۳۰ سال۔ فارسی اردو
 دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیر آبادی
 سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود
 موتاہانی ایم لے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریب نظم رنگ گلزار نکلا پڑی آنکھ جس پھول پر خار نکلا
 نہ ٹپکا اگر بن کے اشک ندامت تو دل میسر پہلو میں بیکار نکلا

قیام عمر رواں کا مسافر نہ ہے
 عیش غرور ہو تو فنیق خیر رزا ہوا
 مجھ ریاضت و طاعت پر عطا نہیں
 فنا ہی کا ہے بقا نام دوسرا کہ ہم
 ہر کو تو فنیق محبت بھی اسی نے بخشی
 یہ حد محبت شوق ہو کہ بے ہوشی
 او اشناس محبت ہر ایک دل ہو جائے
 جہنم تا عیش ہو دنیا میں لیکن کہ تقدیر
 ہجر میں صل کی امید پہ جینا ہو فضول
 ارمے جلو گہ ناز میں آنے والے
 خدا جانے یہ کس صاحب حیا کی آمد تھی

پیر پروانہ نے فوراً بجا دی شمع محفل کی
 کیوں ڈونے لگا ابرو قاتل سے مراد دل
 شیشے کہیں چلتی ہے شمشیر کسی کی
 ایک پہلو میں دل زبا تھا ڈبھی زبا
 میرے سمجھا نیکو ناصح ترے بہکانیکو
 انور۔ پنڈت بشیش ناتھ خلف پنڈت کشور ناتھ شاگرد آفا حسین مین عشق
 کیا قصد کو میں اٹھ کر گھر سے کہیں جانے کو
 اب پردن ترستے ہیں ہم آپ میں آنے کو

ایمن۔ پندت سرد پ نرائن۔ بی لے کشمیری امرتسری
 جبٹ کھو رہو ان عدم ہیں پے سفر زہنا ر خالی پایا نہ اس دگہزار کو
 خود فراموشی ہے مجھ کو منظور داستان غم ایام نہ پوچھ
 بجلیاں دلیں رگ رگ میں جلوہ حسن لب بام نہ پوچھ
 کون بیٹھا تھا حسینم دل میں رات کی بات سر عام نہ پوچھ
 ایک بجھتی ہوئی ہو چنگاری حسرت عاشق نا کام نہ پوچھ
 کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

باقی۔ راجہ گردھاری پرشاد۔ محبوب نواز جگمگ۔ پندت راجہ
 خلف راجہ ہری پرشاد۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ دولت اصفیہ کے
 رکن رکیں حضور نظام کے خیر خواہ تھے مہتمم دفتر خاندانی و سرشتہ دار تھے
 ۶۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۹ء میں انتقال فرمایا۔

دریائے موج موج سے دریا نہیں لگ ہم سے جدا نہیں ہو خدا اور خدا سے ہم
 روئے جب اس بحرِ خونی کیلئے موجزن چشموں سے اک دریا ہوا
 بدتر منشی بدر بہادر سنگھ بی۔ لے۔ کیل ہائیکورٹ گورکھپور۔ عمر تخمیناً
 چالیس سال شاگردِ سیم خیر آبادی۔
 جاگے نصیب باغ کے سبز ہرا ہوا رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

حُسنِ مطلق کی جھلک میں نظر آتی ہے بدر آئینہ قدرت تو نہیں دل میرا
 برق - پندت جلا پر شاہ برق - بی - لے ساکنِ قصبہ محمدی ضلع لکھنؤ
 متوطن لکھنؤ - لمینڈا میر منیا فی ۱۸۸۵ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے
 پھر عدالتِ خیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جنابِ صفی سے
 مشورہ سخن لیتے تھے اردو زبان آپ نے اساتذہ اردو سے حاصل کی
 اردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی -
 تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا - کلام آپ کا عیوبِ شاعری سے پاک
 ہے بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اردو میں ترجمہ کئے
 بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے - روہنی - بنگالی دلہن - منالہنی - مارشیں
 مشوقہ فرنگ - گلنار میرزا آپ کی تصنیفات سے ہیں - اور بہت سی حدت
 زبان کی انجام دی - دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا وفتہ ۱۹۱۷ء میں
 طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا -

دُنیا میں ظہورِ صبح ہوا گلشن پر کیسا جو بن ہے
 خورشید کا غنچہ کھلنے لگا ارشد کی قدرتِ دشن ہے
 پیارے پیارے مرغانِ جہن - شاخوں پر بیٹھے گاتے ہیں
 چلتی ہے نسیم روحِ فزا جھوٹے اٹھاتے آتے ہیں
 باغوں میں ہزاروں بچوں کھلے کیا بھینسی بھینسی خوشبو ہے

۲۲
مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اک جد کا عالم ہر سو ہے
ہر پھول میں اسکی خوشبو ہو اکیس رہے بوٹی بوٹی میں
ہر شاخ میں ہیں اسکی خاصیت تاثیر ہے تپتی تپتی میں
پودوں میں جڑ و نہیں زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا
دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ اسنے دوا

مثنوی بہار

کس ناز سے ہے بہار آتی	اٹھلاتی لجاتی مسکراتی،
چوتھی کی دُلمن تھی زمیلی	کس المرحین انیسلی
اُٹھتی کوہل با بھار کے دن	بوٹا سا وہ قد ہمار کے دن
دعائی جوڑے پہ کیا پھین ہے	گنا پھولوں کا زیب تن ہو
سہرا پھولوں کا منہ پٹالے	گھونگٹ اک ناز سے نکالے
اک بنر پوری چین میں آئی	ہر پالی بنی وطن میں آئی
سورج نے آرتی ہماری	اتری گلشن میں جب ساری
صدتے ہوئی حذیب اڑ کر	گل نے زر گل کیا پختا و
شریت میں گلاب کے سکورے	فہنم بھرائی کو رے کو رے
کرنوں نے مور پھل بلایا	خورشید نے آئینہ دکھایا

نہریں ہر بھر کے لائیں پانی
خوشیاں اشجار نے منائیں
غبنوں نے چٹکے لیں بلائیں
ہرشاخ نے جھکے کی سری ٹیک
مرغان چمن نے گیت گائے
بدلی پھولوں نے اپنی وردی
بجورونچے یہ گونج کر صدای
ممشوقہ گلزار آئی

سبرے نے پچایا فرش دھانی
میووں کی ڈالیاں لگائیں
بیل نے چٹکے دیں دھائیں
ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
کیا کیا نئے زمزمے سنائے
ادوی رنگاری لاجوردی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی
آئی آئی بہار آئی

برق۔ بابوشیام سندرالال۔ بی۔ لے۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ سیتاپور۔
خلف منشی کشن پرشاد و سربراہ کارکوٹ ابن منشی سیتل پرشاد قانون گو و
زمیندار موضع اسماعیل پور ولادت ۱۸۷۱ء موضع اسماعیل پور ضلع سیتاپور تھاکر و
جواب قیس ہونوی تلمیذ قدر بگرامی و ویم خیر آبادی و لسان الملک رایتش
خیر آبادی رابتدائے تعلیم فارسی سے شروع ہوئی مولوی وزیر احمد صاحب
نے تعلیم فارسی کی تکمیل کی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے انٹرنس
پاس کر کے کینگ کار لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ بی۔ لے۔ بکلاس سکندریہ
میں پاس کیا تھا کہ والدہ بیمار ہو گئیں دو برس تک ان کی خدمت میں رہے
۱۸۹۵ء میں انکا انتقال ہو گیا۔ انکے دو برس کے بعد والد کا انتقال

ہو گیا۔ بابو ہر شاد چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکند ماسٹر تھے
 انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لاکا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس
 کر کے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اردو زبان کا شوقیت
 سے تحافارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل اُستاد تھے
 آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوہ برق اور شبنوی شاہ سیر اور شبنوی
 سلک مرادید طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مراد پھر
 ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے فشی سکھ دیو پشاد
 کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور مٹیاب نخلص کرتے
 ہیں۔ آپ کی عمر اسوقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپکے اسلاف اکبر بادشاہ کے
 زمانہ سے اسماعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی بھٹ نہ پڑتی چار تنکوں سے

نشین کیوں اجاڑا خصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں

تلاش یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تو نے

انسان ہر جہاں ہے آدمی کہ جو ظالم نہیں حریص نہیں جب بین نہیں
 صبح پیری سے نہ کر دیا بیدار ہاے اب لطف خواب جاتا ہر

بتا اے طالب دنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
 غریب و نیاز بگیں کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
 یتیم بے زاد نے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
 گدائے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
 سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
 کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش و مرشد کو
 کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
 کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمار داری کی
 کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
 کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
 یتیم دل سیکستہ کو کبھی الفت سے پالا ہے
 غریب بھر آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
 کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
 کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
 کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
 کبھی تو نے کسی مظلوم کی عقدہ کشائی کی
 کبھی مقصد برآری کی کسی محتاج خستہ کی

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریب دل شکستہ کی
 فدا تو سوچ اسے ناداں رہے گا کامراں کب تک
 ترے گلزار میں آخزنہ آئے گی خزاں کب تک
 دور روزہ زندگانی میں رہے گا تو جہاں کب تک
 رہے گا آسان پیر پنہ پر مسراں کب تک
 نظر کر ایک مشت خاک سے کم تیری ہستی ہو
 جہت اس دار فانی میں عسکر و جوش مستی ہو

برق۔ منشی رام رکھا سیالکوٹی محل مقیم کراچی عمر تخمیناً ۳۰ سال
 توبہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر ہو یہ مجھے
 انکی منہسی پرکھ سے آنسو ٹپک پڑے
 تکلیف سیر باغ نہ دو مجھ نحیف کو
 جو ہر شناس شعر کریں چشم التفات
 کیا خوب برق تونے دکھایا ہنر و طبع
 نسیم لائی ہو گلشن سے پھولوں کی خوشبو
 ہیں جام دور میں عرقی افعال کے
 پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو ملاں کے
 زنگ نہ دیکھ لے کیوں نکھیں نکال کے
 لایا ہوں بحر فکر سے گوہر نکال کے
 کاغذ پر رکھ دیا ہے کلیمہ نکال کے
 شہید ناز کی تربت بسائی جاتی ہو

برق۔ منشی مہاراج بہادر برق بی اے منشی فاضل۔ ایس اے۔ ایس
 دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی ۱۸۸۳ء مقام دہلی
 وطن آبائی بسکٹ ضلع ایٹہ خلع منشی ہر زائن داس حسرت ابن منشی جو کچھ

۲۶
 وکیل شاہی آپ کی نچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شائع ہو چکی
 ہیں تمام قلموں کا مجموعہ مطلع اذکار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۳۴ سال

روح فلسفہ

عقل دقیقہ رس تعالٰی شب میں کلام
 میں نے کہا یہ عقل سے اے یا علوم
 ہے یہ طلسم ہستی موہوم کیا بلا
 میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہو چیز کیا
 میں نے کہا کہ زیر نگین کس طرح ہو نفس
 میں نے کہا کہ اہل تم کون لوگ ہیں
 میں نے کہا کہ بحث خلّاق ہو چیز کیا
 میں نے کہا کمال ہو اہل جہاں کا کیا
 میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام
 پر تو فگن ہوئے مئے لیخاں چند
 بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھ سوئال چند
 اسنے کہا یہ خواب ہو یا میں خیال چند
 اسنے کہا کہ درد سوری اور بال چند
 اسنے کہا میں جو اسے گوشاں چند
 اسنے کہا ہی سنگ مرگ و شغال چند
 اسنے کہا کہ بے سرو پا قیل قال چند
 اُسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند
 اُسنے کہا کہ پند میں چسب حال چند

دورنگی زمانہ

دورنگی دنیا سبوں کے تماشے
 نکلتے تھتا ہو پھولوں میں کوئی
 دکھاتی ہے گردش ہاں بہری کو
 میسر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کسی کا ہے بلوسِ عراقی تن
کوئی مست ہے خذہ جامے سے
کوئی خاک اُفتادہ بے نوا ہے
کہیں رات بھاری ہے بیارغم پر
اقامت گزیر ہے کوئی قصرِ زمیں
مگر کوئی سلطان ہو یا مینوا ہو
اجل اس جہاں سے اٹھا کر رہیگی
ہے تنزیبِ زیبائش ہر کسی کو
ڈلاتا ہے خوں دیدہ تر کسی کو
میسر ہے اور نگِ دافسر کسی کو
ملی ہے شب وصل و لبر کسی کو
پھراتی ہے تقدیر دردِ کسی کو
ہم ایک درپیش ہے ہر کسی کو
منعم کسی کو محسن کسی کو

گرونانک

شمع جاں افر و لعلِ شب چراغِ معرفت
بیخود و تو حیدِ مستِ ایامِ معرفت
تیری ہستی تھی سراپا پرہ سازِ لطیف
پیکال میں غنچِ نازکِ دلکشِ شاخِ گل
گلچیں پھولِ تندر کے دہن میں بھرے
بخشی لالہ سورج بخش صاحبِ خیر آبادی
مستف ثنوی بخشی شمسِ شہ
میں منتقال کیا۔

رنگِ انکھ و لعلِ ترقیبِ بونا گوار طبع
ایسے بھی پھول ہیں چین و نگار میں

ہمیشہ پیش وارت کا ہا طالب مانے میں نہ وہ نیر فلک نکلا نہ یہ زیر زمیں نکلی
بہگل - منشی لعل چند ساکن میوہ منڈی پشاور شاگرد - تاج الشعراء،
منشی بیل رام شاطر امرتسری -

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں
زیر قلاں ہیں مرے جن و بشر پر تو نقش سلیمانی ہوں میں
اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر آمد وقف کار نادانی ہوں میں
بہگل - لالہ مولارام ہیڈ ماسٹر عمر ٹھینا ۳۰ سال - شاگرد لسان الملک
ریاض خیر آبادی -

عنا دل نغمہ زن ہیں غنچے ہستے میں ٹپکتے ہیں
اتر آئی فلک سے کوئی جنت یا گلستاں ہو
خزاں کا دور کانٹوں کی عکداری گل افسردہ

چمن لٹا ہے یارب یا کوئی خواب پریشاں ہو
بہگل - لالہ بانکے لال صاحب ساکن امر وہہ خلع مراد آبادی
اب کام کیا رہا انھیں شرم و حجاب سو شوخیان نگاہ میں ایسے شباب ہے
بہگل - منشی سکھ دیو پرشاد صاحب تنہا - الہ آبادی عمر ٹھینا ۳۰ سال
تلمیذ نوح ناروی،

حیران ہوں نگ خانہ قدرت کو دیکھ کر لکھا ہے برگ گل پہ فسانہ بہار کا

دُمن میں اپنے بھول میں تیرے شبنم لٹا رہی ہے حسنہ زانہ بہا کا
وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا

چار نظروں میں کہیں کیوں کر فنا نہ رام کا
اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھے مقدس کے دینی

جن کی چشم شوق نے دیکھا زمانہ نام کا
بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے لبہل یہی

دیش بھارت میں پھر آ جائے زمانہ رام کا
شمع قدرت یہی کتنی ہو سوزم ازل جسکو جلنا ہو وہ پروانہ محفل ہو جائے

’دنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے

آغاز ملت اُدیکھ چکے انجام ملت اُدیکھ چکے

ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی ڈی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر

مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنیکا تماشہ دیکھ چکے

بشاشش - نشی ویسی پرشاد صاحب خلف نشی نقھن لال بہت کلایتہ

بھوبالی ساکن اجیر شریف مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعددہ

کچھ زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

سیر مکر دیکھنے پائے نہ رُوئے یار ہم جل گئے لائے نہ تاب گرمی لدا رہم

عشق میں پایا ہم نے کیا بشاشش جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

بہار۔ لالہ نیک چند کھتری ساکن نہر نواب سہت خاں واقع شاہجہاں آباد
مولف کتاب ”بہارِ نجم“ و ”نغمۃ نوادر المصاویر و جواہر المحروقات“ شاگرد رشید
سرلج الدین خاں آرزو۔ دھرم چند ولد دیب چند خلف لالہ بیج لال ابن
لالہ نیک چند بہار لکھتے ہیں کہ جدا مجد نے بہارِ نجم کو سات مرتبہ اپنے قلم سے
خوش خط صاف نقل کیا۔ آٹھویں مرتبہ نقل کر رہے تھے کہ موت نے مہلک
نہ دی بستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آٹھویں نقل کو ان کے شاگرد رشید
اندر من نے باوجود کم فرضی نقل کر کے پورا کیا۔ فارسی میں آپ کا دیوان
تیار کیا۔ اُردو میں بہت کچھ کلام تھا جو ضائع ہو گیا۔ دھرم چند شاعر
تک بقید حیات تھے۔ بہارِ ہمیشہ میر و سودا کے ہم مشاعرہ رہے ہندو
شعرا میں اولیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔

وہی اک آسماں ہو جسکو ہم تم تاکتے نہیں کہیں تسبیح کا رستہ کین زنا رکھتے ہیں
ہمیں واعظ ڈرتا کیوں ہے دوزخ کے خداؤں کے

معاصی گو ہمارے بیش ہوں کچھ مغفرت کم ہے
نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش سے

ہمیں ایسا حسرتا بانی کیا تجھ کو مُتسا جاتی
بہجت۔ منشی بن لال ولد کش چند قوم کالیست متوطن بھوپال مقام پیدیش
مقام سرخ ضلع مالو تعلیم و تربیت ریاست ٹونک میں پائی بیضیۃ ملازمت

اجمیر میں آپ کے پچیس برس کی ملازمت کے بعد نیشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اُردو فارسی دونوں زبانوں پر قادر تھے ۸۴ سال کی عمر میں ۱۹۵۹ء میں انتقال فرمایا۔

حق کا منصوبہ نے تو بھی چڑھایا دار پر اسلئے بہتے ہیں ہر دم واقف اسرار چپ تلاش دل میں جاتا ہے یہ لے چشم نہ روک اس قاصد اشکِ داں کو بہادر۔ راجہ مینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ اربہار و اڈر سیہ تھے سیاہی سو کی گئی دلی آرزو نہ گئی ہاے جامہ کہنہ سے موی کی بونہ لگی بتیاب۔ لالہ کشن زائن کھتری۔ بنارس میں مقیم اگرہ سابق مہاراجہ نیپال مقیم بنارس کی سرکار میں مختار ہے تیس برس ہوئے کہ انتقال کیا۔

آبرو بتیاب کب پائیں جو بحرِ علم ہیں مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا مجھ زار کہ کتا ہو وہ نہیں منہ بس کے دم نزع گل ہوتا ہی اچھا ہے چراغِ سحری کا کھولہ دوست کرم لے منعمو بھی ہویں ایک دن گھنٹا پر بیکاب یہ ساماں چھوڑ کر عاشقِ معنی کبھی موتے نہیں صبرِ رت پرست شیخ جاتا ہو حرم کیوں کعبہ دل چھوڑ کر عبت ہے منعمو کو بھروسہ چاہ و ثروت کا

زمانہ کا دگرگوں۔ حال ہو جاتا ہے دم بھر میں آج کا کام چھوڑ مت کل پر زندگانی کا اعتمبار نہیں صحبتِ پیراں جو انوفض سے خالی نہیں یہ کہاں کا زور ہو جو دیکھتے ہو تیر میں

کون کس کا ہے بزمِ غم میں شریک ابرو دتا ہے برقِ بہنتی ہے
مغتنم جانِ صحبتِ احباب یہ بھی اک اتفاقِ بہتی ہے
بڑھے اتنی ہی جتنی خنچ کیجئے کوئی دولت نہیں بہتر مہرے
بتیاب - منشی و نایک پرشاد کھتری دہلوی -

دلکی خطا ہو کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا نادان تھا جو آپ کی محفل میں گیا
پائی نہ تھا اسکی خدائی کی خستہ رنگ دیا بھی ڈوب کر لبِ ساحل میں گیا
بتیاب - منشی جگبیش ناتھ صاحب و بابریلومی عمر تخمیناً تیس سال آٹھ
کے نوجوان شاعر ہیں -

ستارے

یہ مٹی ہیں جموج نور سے حوروں نے رو لے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجومِ ضوفاں سے نور کا عالمِ گردوں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوشِ دامان سے
اُڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلیٰ شب نے
مرتب بزمِ انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بچھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں وہ دل ہم

کون کس کا ہے بزمِ غم میں شریک ابرودا ہے برقِ مہنتی ہے
مغتنم جانِ صحبتِ احباب یہ بھی اک اتفاقِ مہنتی ہے
بڑے اتنی ہی جتنی خنچ کیجئے کوئی دولت نہیں بہتر مہر ہے
بتیاب - فشی و نایک پر شاد کھتری دہلوی -

دلکی خطا ہو کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا نادان تھا جو آپ کی محفل میں گیا
پانی نہ تھا اسکی خدائی کی خستہ رک دیا بھی ڈوب کر لبِ ساحل میں گیا
بتیاب - فشی جگیشتر ناتھ صاحب دہرا بیلوی عمر خمینا تیس سال آنجل
کے نوجوان شاعر ہیں -

ستارے

یہ مئی ہیں جموجِ نور سے حوروں نے رولے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجومِ صوفشاں سے نور کا عالمِ گردوں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوش کے داماں
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلیٰ شب نے
مرتب بزمِ انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بچھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہر خ وہ دل ہم

کسی کے ساغر زنگیں کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے
 ستارے کب ہیں چشم شوق میرا وہم باطل ہے
 جو آنسو جوش غم میں رات کو بتیاب ٹپکے تھے
 ستارے بن گئے گر کر قمر کی چشم گریاں سے
 بتیاب بخشی رام چندر بتیاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد دلخ دہلوی۔
 وادی الفت میں ہو دل رہنا کیا ہوں جو یائے مہر سے ہم
 پیدار۔ راجہ ہرشن سنگھ بہادر جاگیر دار کشن کوٹ ضلع گورداسپور۔
 رئیس امرتسر ۱۸۷۷ء میں شاعری کا شوق ہوا۔ نواب مرزا قانع دہلوی
 کے شاگرد ہوئے اور استاد کو بہادر کشن کوٹ میں طلب کر کے کئی مہینے
 ہمان رکھا۔ آپ کی عمر ۵۷ سال کی ہے۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے دل میں سوزش کباب کی سی ہر
 بے صبر۔ لالہ بالکنند سکندر آبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کا بنی مل کاشی
 شاگرد غالب و بخشی ہر گویاں تفتہ ستر برس کی عمر میں سن ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا
 مدعاگر ہو تو یہ ہے عاشق دلگیر کا اشک میں ہونا اثر کا آہ میں تاثیر کا
 رخصت ہوا وہ اشک تلہ بے نکل گئے خورشید کے پچھتے ہی تائے نکل گئے
 بیفکر۔ بخشی ہر رشاد سچر کا ستھ ولد بخشی دیو دیال متصدی جمہوری خمدی
 صاحبہ لکھنوی۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۲۷ء کو انتقال ہوا

اس زمانے میں خوش ہو جو مرث کوے رات دن بچ اٹھاتے ہیں مرث والے
 بہوش - لالہ گوردیال کا سیٹھ وکیل عدالت لکھنؤ سنہ ۱۸۵۷ء تک نقید حیات
 تھے آپ کے مناظرے اکثر شعرا سے رہتے تھے۔

ہر خدیج کی ہو دیر و حرم میں بہت تلاش ملتا نہیں ہو یار کے گھر کا نشان مجھے
 مضمون قد یار نہایت بلند ہے گویا زمین شعر ہوئی آسماں مجھے
 بیخود - منشی زائن داس دہلوی شاگرد میر درد
 نے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے واعظ

بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کو
 بیدل - پنڈت کیلاش زلین صاحب کول - بی۔ اے۔ ایل ایل بی کپل ظفر نگر
 دیکھا ہے جبے جلوہ رخسار یار کو ہے خیر باد گل کو چمن کو بہار کو
 احساس درد کیا ہوتے جاں نثار کو گلبن سمجھ چکا ہو جو ہر نوک غار کو
 بیغرض - پنڈت مندلال و خلف پنڈت ٹیکا لال در متوطن سری نگر کشمیر
 قوم برہمن عمر ۳۹ سال تاریخ ولادت، اچھ سمبٹیک تعلیم مڈل پاس مدرس
 سری پتراب مڈل اسکول سری نگر کشمیر کے شاگرد نہیں ہیں۔

اے خالق کون و مکاں اے مالک ہر دو جہاں
 اُجڑا ہوا ہے آسٹیاں ہے تنگ ہم پر آسماں
 گلشن میں ہے بادخزاں بلبل ہوئے ہیں نیم جاں

کشتی پہ ہے طوفاں دواں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

پروانہ۔ راہِ جہنم سنگھ عرف کا نکاحی جاگیر دار قصبہ منڈیاؤں دھونہ
ضلع لکھنؤ خلف راہِ مینی بہادر نائب ذاب شجاع الدولہ بہادر شاگرد منشی
سر سپہ سالار دیوانہ ملک اشعر امیر ترقی تیرادران کے بعد مصحفی کو بھی صلاحِ سخن
لی ہے صوفی نش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے شکستہ
میں انتقال کیا۔

بحرِ ہستی میں تراجم ہو مانند حباب
تسپہ اکدم کے ہوا کھانے پر سرور ہو تو
کون مرفون ہے چمن میں صبا
جس کی تربت پہ گلِ فشانہ ہے
پو پچھے اب ہو مرغِ دل کا حال
کب سے وہ جنتِ آشیانی ہے
پرچم۔ چکنا تھ پر شاہ کا دستہ گورکھ پوری۔ آقائے سخن و سیم کے شاگرد
ہیں۔ عمر تخمیناً ۳۴ سال۔

کسے جلو کھائیں کون دیکھے تاب کی ہو
سردار اے موسیٰ وہ بکریا کرتے ہیں
ٹاٹے میں اے کیوں خاک میں چلے ہو
ذرا سوچیں گھرا نیا آپ کیوں باد کرتے ہیں
یودان۔ منشی پورن سنگھ کایستہ دہلوی تلمیذِ سعادت یار خاں رنگین علم و دیک
کے ماہر تھے ۱۸۶۷ء میں انتقال فرمایا۔

اسٹن میں وادی ہی لازم ہو سداؤن سامان سفر رکھے تیار قہر اپنا
پنڈت - دیا رام ولد پنڈت رُوپ چند کشمیری دہلوی فرخ آباد میں نواب
عماد الملک کی جاگیر کے منجر تھے۔ فارسی کلام میں مولانا غلام علی آزاد بکلمی
سے مشورہ سخن لیتے تھے آپ کی اردو شاعری نے شاہ عالم ثانی کے
عہد میں عروج پایا۔

کیسے دل اسے شیدا نہ ہوئے جسکا ثانی ہی پیدا نہ ہوئے
اسنے اب تک ادھر گزر نہ کیا آہ نے آہ کچھ اثر نہ کیا

ت

تات - پنڈت تات رائے کشمیری دہلوی استعداد علمی بھی معقول تھی -
انیسویں صدی کے آغاز تک بقید حیات تھے۔

یاتنگ کرناصح ناواں مجھے اتنا یا چلکے دکھانے بہن ایسا کمریسی
قافلے میں آج کیا شور فغان وادہ جو ناتہ لیلیٰ کے شایقہ میں بھی ہمارہ جو
منا سب - منشی کھنولال ولد منشی جہاؤلال ناھتہ بن جباب اجب لکھنوی
سرفرازی یافتہ میر محبوب لیخاں عرش مکان والی دکن۔

بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہے -

گوشہ نشین لکھنؤ میں آپ کے شاگرد اطراف میں بہت ہیں۔
نکیرن سقر جلدی ہو کیا ہنوز دم لو ابھی تو ہم ٹھکے مانے چلاتے ہیں منزل کے

چلتا ہو کمکشاں کا عصا لیکے ارت کو اب نا توں بہت فلک پیر ہو گیا
 آیام زبست کتو ہر انسان کے کیا چلبہ کودک ہوا جوان ہوا پیر ہو گیا
 مٹا شیر منشی بانکے لال عنبر کو لال کا ساتھ سکینہ خلیف منشی بھنگی لال نہیڑ
 دلگیر مرثیہ گو شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر بخینا ۶۰ سال
 لکھتا ہوں صفت ابروئے خمدار یار کا جو ہر دکھار ہی ہے زبان و الفقار کا
 کیونکر نہ بیلوں کے اڑیں موش باغیں آئی خزاں ہوا ہوا موسم بہار کا
 تسلیم منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی قمر ایک
 دیوان غلام مراد طبع ہو چکا ہو تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی۔

چشم ز حال پیرے میں کہا تکڑوں طفل شک ایک بھی آغوش میں پلنے نہ دیا
 کج روی نے فلک پیر کے اموئے الضیب کوئی ارمان مے دلے نکلنے نہ دیا
 تسلیم منشی بالگو بند ممبر میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ اناؤ۔ اکثر لکھنؤ آیا کرتے
 تھے۔ ۱۹۱۱ء میں انتقال فرمایا۔

جواؤں تک سیکے رکھتے نہ تھے زمیں پر بتا نہیں ہوا نکا نام و نشان کہیں پر
 تسلی۔ رائے بیکا رام خلیف بخشی گو پال رائے لکھنوی شاگرد مصحفی ششہ
 تک بقیہ حیات تھے۔

فہمید ملے کرتے ہیں لت کیا گھمنڈ کیا اعتبار زندگی مستعار کا
 جو چاہے سلطنت اسے ظل ہمارے مجھ کو یہی ہوس ہو کہ وہ مجھ سے ملے

تبسم - منشی سورج بلی صاحب خوشنویس لکھنوی ساکن محلہ زوبستہ -
منشی حیاتِ لال شگفتہ ان کے چچا اور اُستاد تھے۔ آج کل منشی زکشتور کے
مطبوعہ میں کتابت کرتے ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

ہمتو کیا ہیں نذر دل آ آ کے دیں گے سیکڑوں
آپ تو کچھ دل کے لینے کا ہنس رہے ہیں
کیا لگائیں یا ربے پروا سے اپنے دل کو ہم
فائدہ کیا جان شیریں کا ضرر پیدا کریں
تصویر - کنور فتح بہادر تعلقدار کوڑا جہان آباد تلمیذ آغا شاعر ۲۰ برس کی
عمر میں سب سے پہلے میں انتقال کیا۔

دیکھتے دیکھتے نثار دہیں، ہم سے نازک حباب کیا ہوگا
قضا آئی اور پھر گری ہاتھ ملکر سنبھالا مجھے دردِ دل نے سنبھل کر
تمیز - منشی کالی راے ابن لالہ دیبی دیال عزیز متوطن فکڑہ
آدیہ صحن باغ میں کس گلبدن کی ہو جو روح باغ باغ نسیمِ حمین کی ہو
اچھے ہیں جو مر کے تری خاک اہ ہوں مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہو
تمنا - منشی رام سہائے تمنا - پٹنہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس خلف لالہ پورن چند
بن لالہ ایسری پڑاوشاعی ساکن قدیم محلہ زوبستہ کاسیتھ سکسینہ شاگرد
منشی شنکر دیال صاحب فرحت - سابق اوڈیٹر اخبار تمنا دی و حال اوڈیٹر دیوبند

مالک مطیع تمنائی عمر تخیثاً ۱۰ سال -
 عشق کی لومیں جو پرانے کو جلتے دکھیا
 بعد مردوں ہی مٹی میں بے خاک ہوئے
 تازگی کرم حق سے تمتاہنے
 گل گلشن میں رنگ و بو نہ سی
 بے وفا کی بس آرزو نہ سی
 اے تمنا ہو آبرو سے بسر
 شمع کو بھی غم عاشق میں گچھلتے دکھیا
 جسکو محلوں میں بڑے نانے سے پلتے دکھیا
 نخل اُمید دلی پھولتے پھلتے دکھیا
 تاج شاہی کی آرزو نہ سی

یوں تو میں ہر روز شبِ مصروف کار و باہل
 لیکن اس دُنیا کے جھگڑوں بہت بیزار ہوں
 کبسنی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی
 پھر بھی اب تک خدمتِ قومی کو میں تیار ہوں
 ہو بادہ نش باعث نقصان جانِ مال
 یہ انقلابِ قوتِ مناسب دیکھ لو
 مشہور اس سبب ہو میں خوارِ خوار آج
 ہنستے تھے کل جو رونے لگے رازِ راز آج
 متنا - منشی چھیدی لال صاحب کا کو روئی ملازم سرِ شستہ تعلیم
 شاگردِ طاہر فرخ آبادی -

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغِ عالم میں
 چھپا کے مجھ سے باتیں الگ الگ کرنا
 خدا نے سر کو دُنیا میں با ثمر نہ کیا
 ملیں کلیم تو اُن سے ہو گفتگو میری
 یہ کوئی فرضِ ہر محشر ہی جیسا ہو جائے
 وفا جو آج ہی عہد کر تو کیا ہو جائے

تنویر۔ باویا پرے لال صاحب تیا پوری عراض نہیں۔
 ہم کہتے تھے تیا و شمنوں کو جام عشق اب بڑے پھرتے ہیں سخت دردِ نامِ عشق
 اتیانِ پنج و راحت جوشِ شہت میں کہاں ایک بجے وحشی کو ہو اکامِ عشق آرامِ عشق

ش

نہایت۔ فشی روپ کشور کا ایستہ ماتھر خلف فشی حکموہن لال شیاگر مولوی
 میر تقی تائب تحصیلدار گھانم پور۔

کیا کہوں حالِ مریضِ عشق میں، کم بہت بچتے ہیں اس آزار کے
 تاقب۔ فشی شن دیال قوم کا ایستہ سری ہاستو۔ وکیل ہائیکورٹ کانپور
 ابن فشی ارجن سنگھ

ہم سنگ ازل ہے دورِ مکی زمانہ گر سبزِ زمرد ہے تو ہر محل میں سُرخ
 تاقب۔ راجہ شیو پرودھان مارا جے گوپال سنگھ سیکنڈہ باشی مصاحب
 آخری شاہ اودھ و داروغہ مرزا فریدوں قدر قوم کا ایستہ رئیس سندیلہ سندیلہ
 میں سرور بس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

جوجیتے ہیں اشدِ کمخوش رکھے ہم اپنے منہ سے کسی کی کرپ بُائی کیا
 نتیجہ جبکا عداوت ہو وہ محبت کیا جواٹنا کرے غم سے وہ آشنائی کا
 تاقب۔ پروفیسر کھیتا لال۔ ایم۔ اے۔ آر۔ اے۔ ایس۔ امرتسری آپ کا
 کلام اکثر رسائل میں شائع ہوتا ہے بعض نیچر نظمیں کچھ اچھی ہوتی ہیں۔

فضا خاموش ہے عالم سراپا محو ہستی ہے جہاں میں دُور و سُرے کو عشرت برتی ہے
 صلیے خاموشی سی گونجتی ہو بنیر زارین ہوا محبوس ہو گیا چمن کے راز دارین
 فلک پر بوجلی ہو چاند کی رفتار بھی ہلکی عجیب صوم ہو سکون خبر تک بھی نہیں کل کی
 وہ دیکھو اس سر پہ پرانے والی پیاری ہو کوئی روشن جہی ہے رخ سے پرد کو ہٹاتی ہو
 نمر - فشی اودہ بہاری لال صاحب لکھنوی کا ایست خلف کنور چندی لال
 صاحب نہال بن راجہ جلال صاحب گلشن ۱۸۵۹ء میں موضع سیتا پور میں
 پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ
 عزیز الدین عزیز لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی
 امتحان میں کامیابی حاصل کر کے آگرہ و اودہ کے مختلف مدارس میں فارسی
 مدرس رہے کالیست سماچارالہ آباد کالیست اپدیشک لکھنؤ و کالیست خوار
 لکھنؤ کی اڈٹیری بھی کی ۱۸۹۱ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول
 لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۲۵ء میں جوان بیٹے خلف اکبر
 بابو پر بھو دیال کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جس نے بڑھے باپ کو
 زندہ درگور کر دیا۔ طبیعت دنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہو گئی۔
 بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجروحہ خیابان نثر کے نام سے چھپوا کر شائع
 کر دیا اس وقت آپ کی عمر ۶۷ برس کی ہے۔

تم سے کیا کہہ کے کروں بات بھی کھو دوں اپنی
 جو نکالے وہی پوچھے تری حسرت کیا ہے
 کیوں نہ ہو مجھ کو جستجو تیری دل میں رہتی ہے آرزو تری
 ثمر۔ لالہ متھرا پرشاد کا لیست سکینہ لکھنوی شاگردنشی خیراتی لال سکنتہ لکھنوی
 پیرو عارف کامل کو خدا ملتا ہے جاوہ راہ سے منزل کا پتہ ملتا ہے
 جتھڑا صاف ہو مجھ کو کوئی میں ہوں صاف آئے سے دل پر نور مرا ملتا ہے

ج

جڑی کنور ہری سنگھ اڈیٹرا بخار راجپوت گرنٹ لاہور شاگرد لالہ سنگھ لالہ شرن
 اے ہند زمانہ وہ تریا د ہے مجھ کو اس دور گزشتہ کی فضا یاد ہو مجھ کو
 وہ اہل شجاعت کی دفا یاد ہے مجھ کو وہ تیرے جواہر کی ضیا یاد ہو مجھ کو
 تھا تجھ سے فرین سحر و شام کا بسکتہ
 چلتا تھا خدائی میں تے نام کا بسکتہ

میدان تھا تے قصر کا میدان شجاعت ہر ذرہ تھا پروردہ و اماں شجاعت
 تھا ہاتھ میں تیرے سر سامان شجاعت پیتے تھے تری گود میں مڑان شجاعت

ہر بھول یہ کہتا تھا سپردار ہوں میں بھی
 ہر شلخ کو دعوئے تھا کہ تلوار ہوں میں بھی
 جگر نمشی زنگت باد ربنی لے ویل گو رکھ پور عمر بخینا ہم سال شاگرد و سیم

تنگدستی تو زمانے میں پھٹکتی بھی نہیں
 حوص کا پاؤں جو چادر سے نہا ہوتا
 مادی عشق ہو صحرائے مصیبت نہیں
 خضر کیونکر مرا اس راہ میں رہبر ہوتا
 جگر۔ مسٹر شام موہن لال صاحب بریلوی عمر ۴۴ حال۔

کسی کی راہ میں خاک بٹکے سمجھا ہوں
 مراد وجود ہو کیا چیز اور میں کیا ہوں
 میں ہی تھا جو ہر تخلیق دہر روز ازل
 بہارِ حسن دو عالم ہو میل حسن عمل
 گدلے دولت اور اک میر علم و ہنر
 مری نگاہ کا محتاج عقل کا جو ہر
 جمیل مہر فلک بھی میری ہستی ہو
 بلند شان ملائکے میری ہستی ہے
 خزاں ظہور نم اشک کی مثنائی
 حیات مرگ کے پڑھ لے ساز و وجود
 ازل ابھری ہستی مستقل کے حدود
 جبین عشق کے سجدے سے منور ہو
 بنگاہ عشق مری خوشبختین جو ہر ہو
 ہر ذات پاک کی آئینہ دار ذات مری
 بنائے رونق دیں رونق صفات مری
 جنگ۔ جنگ بہادر میرٹھی۔ ناظر عدالت کلکتہ ری و حکمران بند و بست اڈیٹر
 اخبار نیس ہند انگریزی فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے ۱۹۰۸ء میں
 ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں گیا دل سے پیکان نکلا
 اٹھا مرد بھی ساتھ پہلو نڈل کر
 مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ
 بدل دو گنا دنیا کو کر وٹ بدل کر
 جواں۔ نہراری لال لکھنوی شاگرد و قدر بلگرامی مشائے میں انتقال کیا۔

ہم تم تھے کوئی روز ازل رخنہ گزرتھا انسان تو کیا ہو خیر ملک گزرتھا
پتھر کا تیرا دل ہے تو فولاد کا جگر اسپر بھی میرا نام کوئی بے اثر نہ تھا
جور۔ منشی کدرا نا تھ بسوانی لیند جگر بسوانی نوشق شاعر ہیں۔

جانتا ہوں عشق میں اسے تو کچھ چاہیں کیا کروں مجبور ہوں قابو میں سلاو نہیں
لاش دفنائے وہ قاتل آکے اپنے ہاتھ سے اور تو کوئی بھی باقی حسرت سہل نہیں
جوش۔ پنڈت لبھورام محرم پوری مدرس اول ضلع جالندھر عرف جوش سیانی
معاذین اعزازی رسالہ رہنما کے قیلم لاہور۔

خنجر جھینج کے پنجہ قاتل میں رہ گیا ارمان قتل کا دل سہل میں رہ گیا
حسرت نصیب ہو جو ہو کر شکستہ پا منزل سے دور حسرت منزل میں رہ گیا
نخت جگر سے جگمگ زیادہ غریز ہے ٹوٹا ہوا جو تیرا دل میں رہ گیا
جوش۔ پنڈت ہری ہرناتھ ناگرا آبادی شاگرد بیل الہ آبادی

نظر آتا ہو ہر صورت جگمگ جلوہ قدرت صنم خانے میں جا کر میں خدا کو یاد کرتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہوں کہ کوئی یہ خوف تیار ہو تری تصویر سے میں حکو چپک بات کرتا ہوں
جو ہر جواہر سنگہ خلف منشی نجاتا سنگہ راقم قوم کالیت شاکر خواجہ وزیر،
وزیر فارسی میں کافی دیکھا رکھتے تھے اور مولانا گل محمد خاں ناطق کے فساد
تھے۔ غدر کے بعد ریاست بگرام قوید میں عمر گزار دی۔ نہایت پُرگو تھے۔

پانچ دیوان آپ کے شائع ہو چکے سنہ ۱۳۸۵ء میں انتقال کیا۔

اصل مطلب ایک آگاہ آگاہ کا
 بھولے ہیں مصنف بھی مجھ کو کہ تافس
 خاک کی طرح ملی باغ جہاں میں تقدیر
 نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
 بعدِ عقل سے ہو احترام دیر و حرم
 کچھ نہیں ماتم زردوں کو لطف سامن ہمار
 جو ہے جرمی بگم خدا لا زوال ہو
 گر نہ حاصل کسی سے مدعا بیدل ہو
 جو ہر لالہ مادھو رام ابن لالہ جواہر لالہ ساہوکار فرخ آبادی شاگرد منیر
 شکوہ آبادی خاندانہ میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے۔
 مرتبہ کیساں نظر آگاہ و شاہ کا
 کیا تیرے لیس دو کچھ ایسا بخت تھا
 جام کمظرت ہے نہ نکست کیس بھر وینا
 ہرانی آپ کی بند تو اس قابل نہیں
 کچھ سمجھتے تھے ہم اس شو کو کچھ بھی نہیں
 ہیں تیری دور گاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت
 توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے
 غیب کے دل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا
 یہ عشق میں تجھ سا کوئی کامل نہیں
 آج او مرگ کھلی بہتی مہوہم کی اصل

چکبست برج زائن چکبست بی۔ اے کشمیری ولد پٹت اودت رائن

مولد فیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد محنت الدوۃ حکیم رحمۃ اللہ علیہ میں پیدا ہوئے
 ۱۹۰۵ء میں وکالت شروع کی ۱۹۱۰ء فاج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔
 خوش گو شاعر تھے۔

زندگی کیا ہے عناصر کا طو تر تریب موت کیا ہے انھیں اجزا کا پرتیاں ہونا
 زباں کو بند کر دے یا مجھے ایسے کر دے میرے خیال کو بٹیری پھانسیں سکتے
 غروبِ جل نے ہندوستان کو لوٹ لیا بخرِ نفاق کے اغشاک بھی وطن میں نہیں
 فریبِ زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے

نہ سینے میں ہو دل اپنا نہ منہ میں ہو زباں اپنی
 بیگناہی کا تو انصاف ہو نہائیں اب ہمیں دیکھنی ہو شرم گنہگاروں کی
 مرد قانع کو نہیں ہتی گدائی کی ہوس پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلا کر نہیں
 نفاقِ گبر و مسلمان کا یوں مٹا آخر یہ بُت کو بھول گئے وہ خدا کو بھول گئے

مصیبت میں بشر کے جو ہر مردانہ کھلتے ہیں
 بُبڈکِ بزدلوں کو گوشِ قیمت سے مرجانا
 گدائے سلطنت کی شکر خوں سے اور قحط سے
 زبان کو تیغِ اوزانِ شبینہ کو سپر جانا
 وہی قطرہ لہو کا اشکِ بنکر کر گیا رسوا
 جسے ہم نے نہک پروردہ ہر جسم جگر جانا

نہیں جو تہ ہے مقلخ نالاش فیض شہیم کا
 جس اچھا بہت رنے فقط آنا تھا
 اسکو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں
 اترے ہیں صحن باغیں بھولوں کے قافلے
 مجھے دشمن اندولنیر و حرم کا نام ہو
 جسکو شہنم کے موتی باغیں چوری گئے
 لطف آزادی تھا جب چل بسوہ ہیفیر
 جسکی قفس ہر کچھ کھلی ہو مری طرح
 بعد فنا فضل جو نام و نشان کی فکر
 انسان کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے
 ارمان بھکے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں

اندھیرے اس دنیا کو ہمیں آتی ہو سنسی اور رقت بھی
 بڑا خاک سے گل جام بکھنکھلا ہو
 چندرہ رائے زاد چند بہان صاحب دہلوی
 گلستاں کے گل و غنچے رہیں آرزو مدام
 فرط کمت ہو یارب جنس سالچین
 خوب فضل گل کا دکھلا تا، ہر نظر آئین
 پھول میں سبز ہیں سبیں اور سحر گیار ہیں
 دیکھنا لے چند چشم شوق و سہارا چمن

چمن۔ رنجیت سنگھ خلع منشی سردار سنگھ ماتھر کا لیست دہلوی ملینڈ مولانا
راسخ دہلوی عمر تحفینا ۱۷ سال۔

یہ لکھ کر ڈوڈالا اس بت خود سرائینہ ہمارے رخصتے ملتا ہو تھلے دے لے ملتا ہو
سمجھ کر سوچ کر دلو ملنا یا دے رکھیے گا وہل جو دے لے ملتا ہو بڑی کل سولتا ہو

ح

حامی۔ پنڈت لیشن رائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق
قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۹۶ء عمر ۳۳ سال تعلیم فارسی کی گھر کو
مکتب خانے میں مولوی حامد علی حامد سے چار سال میں ابو الفضل تک ہوئی
پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کے۔

اداکر ریلوے میں ملازمت اختیار کی ترقی کر کے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے
آخر نو دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بمبئی
میں راجہ بینی لال خلع راجہ شیوالال ومونی لال کے پرائیوٹ سکریٹری مقرر

ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیکدل دولتمند قدر وال شرفا ہیں،
آج تک انھیں کے سایہ عاطفت میں پرورش پا رہے ہیں شعرو شاعری
کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر سے بہت
کچھ معلومات میں اضافہ کیا صحیح مذاق شاعر ہیں۔

گروں نے طفل غنچہ کو بختا تھا شیر صبح شبنم تے ہیں حرص باقی بلا دیا

گیا لب خاموش نے اک بات بکالی
موقوف کرو تذکرہ ما سبق گل
ہم باپوں بھیلانے چادر سے زیادہ
مے تابوت میں بھی شاخ بکلی نعل ماتم کی
کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی
چاہیے حسن جہاں سوز کو گھوٹ کوئی
وہ قدرت کا تو سارا راز طشت از بام ہو
تفضل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے
ہر چنپد سیہ نامہ اعمال ہوا ہو
ہوتی ہے آدمی کو محبت مکان سے
ہوں آج بتکدے میں تو کل خانقاہ میں
ہم خوار ہو گئے موس عروجاہ میں
آج امنوس ہے جوانی کا
جو مرضیوں کی عبادت کو بھی کم جاتے ہیں
جگلیا جلو سے سے کوہ طور تک
میں نہیں کھاتا بھی انگوڑ تک
توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

ہمنے تجھے چپ کچھ کے مرضی تری پالی
اب فصل خزاں باغیں آئی ہو ندیو
خوشن کرینگے کبھی مقدور سے بڑھ کر
فنا کو بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی
ہمارا حق ہو حجت پر اگر انصاف پہنچو
تم جو بے پردہ نکل آؤ قیامت ہو جائے
تو نہ پہچانے تو بہ تیرا خیال خام ہے
منعمود نیامیں تعمیر مکان کو کیا اھل
مایدس نہیں ہوں تری حمیت الہی
کنج لحد عزیز نہ کیونکر ہو جان سے
کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہیں
نام آدمی کے شوق نے بدنام کر دیا
کل جوانی کی خاک قدر نہ کی
فاتح کی ہو توقع ہمیں ان سے کیا خوب
حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے
زاہد و تو بہ کر و کیسی شراب
آیا ہوں تنگ زندگی متعار سے

دل میں پریکان رہا جاتا ہے اُن کا احسان رہا جاتا ہے
 ہم تو جلتے ہیں عدم کو حامی ساز و سامان رہا جاتا ہے
 گل کیوں شمع کیوں مہر کیوں نہ کہیں ہر جگہ انکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں
 حشمت - ڈاکٹر کرپاشنکر دہلوی تلمیذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی -
 جگہ حکمت میں بہت غل ہو لیکن اپنے وردِ دل کا نہیں پایا کوئی زمانِ تابک
 حشمت - بابو ہریشاد تعلقدار بنارس شاگرد مولوی الطاف حسین تدریس
 بے نراں کا لچ بنارس -

ہاتھ کرتے ہیں قلم کا تہ تری تحریر پر منہ کی گویا کھار ہے ہیں خوبیِ تقدیر پر
 قصر تن قائم رہے گزرا ابد تو جانئے منہمونا حق ہونا زراں اپنی اس تعمیر پر
 رحلم فشی دوار کلہ پر شاد کا سیت ولد فشی منگی پر شاد طاہر بریلوی شاگرد حسن
 بریلوی فارسی اور عربی میں قابلیت رکھتے ہیں عمر پچھننا ۵۰ سال -

طریق حق پرستی عشق والوں کا نرالا ہو نہ پروا مسجد و مکی ہو نہ پروا ہو شوالو کی
 طے ہوا عشق مشکل ہو مگر مشکل نہیں ہو اگر سالک میں بہت دو کچھ منزل نہیں
 حضور - بالکنڈ کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد عربی اچھی جانتے تھے،
 غدرے پیشتر انتقال کیا -

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی واں اب بھی ہے امتحان باقی

خاطرِ رے سورج زاین صاحب تلمیذ حضرت تلمیذِ دہلوی
مرغوب ہوا سدا رجا نہیں اپنی نایش آئینے لگا رکھے ہیں دیوار میں دہس
خرد۔ منشی ہر دیال پر شاد سرشتہ دار محکمہ سکریٹ دربار گوالیار
دلپرخانہ ڈال کے اُسے لگا دی آگ شعلہ چراغ طور کا برق نظر میں ہے
خستہ۔ منشی جلال کلیت دہلوی۔

نہ واں تجھ سے پری پیکر نہ میں حوروں کا شیدا ئی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جہنم کے قابل ہوں
خلش۔ منشی جگیش ریشاد خلع منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیانسر
تخمیناً ۳۵ سال قوم کالیست
خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں کس سے بوجھوں نشان منزل کا
آہستہ جس کو آپ کہتے ہیں ایک ٹکڑا ہے وہ مے دل کا
خستہ۔ منشی ہریش متوطن روپر ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ شبنم کے قطرے ہیں
دکھاتا ہے فلک نیزنگیاں گوہرِ نشاں ہو کر
نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے نئی کو پل
نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں کلفشاں ہو کر

خوشتر - منشی ہریرت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور - ولد منشی لمجھی زائن قوم کا
 اسٹھانہ پروپرائٹرز سالہ تھوہ خوشتر عمر ۵۳ سال شاگرد آقائے سخن و پیم خیر آبادی
 و حضرت ریاض خیر آبادی کمیل عربی و فارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب
 کی علم و منطق مولوی انور علی صاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت
 جانتے ہیں صاحب دیوان ہیں۔

اب ہو دشوار پہنچنا سر منزل میرا
 تو نے کیوں کاٹ لیا سر منزل میرا
 ڈوب کر بھی نہیں پالکتی ہو ساحل میرا
 شوق جگر کرتی ہو فریاد و غنا دل میرا
 طریق عشق کا عالم میں پہنا ہوں
 خدا نہیں بولے اگر سایہ خدا ہو نہیں
 ندایہ غیب سے آئی کہ دکھتا ہوں
 دو قدم چلنے ہیں جب بیٹھ گیا دل میرا
 شمع گلگیر سے کستی ہے کہ بجھ رہی ہیں
 بحر قدرت کا یہ ہو قول کہ عقل انساں
 کہ رہا ہے نیم سحری سے ہر گل
 ہر ایک نقش قدم کہہ رہا ہو سالک کا
 پہنچ کے منزل مقصد پر روح کستی ہو
 کیا ہو جب کسی ظالم نے ظلم بکیں پر

خوشدل - منشی مینی پشاوین لالہ درگا پشاوین لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی
 دینہ اہم حقیقت ہو مجاز لے زاہد
 ہون خوش گوش شنوائے حقیقت کابیاں
 راستہ کعبہ کا سیدھا ہو سنخانی سے
 کوئی قصہ نہیں ہر تیر ہو اس افسانے
 خوشتر - منشی جگناتھ ولد منشی منلال کایست لکھنوی آخری شاہ آودھ کے
 و قریں تصدی تھے ان کی تصنیف سے رائے خوشتر سرئی بھاگوت -

چتر گپت اردو نظم میں مشہور کرتا میں ہیں۔ خدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۷ء
میں انتقال کیا۔

ہم غم بیل شیدا ہوں خوشی ہو تو یہے فصل گل آئی منا ڈولی ہو تو یہے
دوڑ ساقی کہ دم بادہ کشی ہو تو یہے
خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔
خوشی و شوق و سو بار لیں وہ امتحان میرا چلا قفل کی جانب دل کی تاشاڈاں ہو کر
خوشتر نشی لبش سنگھ حیدر آبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔

(پروانہ)

لے خریدار فروغ حسن لے سینہ نگار لے فنا فی الشمع لے نفتہ جگر و حق شہر
جذب عشق شمع سو تو ہو سراپا پشدر شعلہ ہو ہر عضو تن ہر موئے تن شعلہ اثر
حال میں بوجہ حال پنا کیوں بنالیتا ہو تو شمع کے سر چڑھ کر کیا معراج پالیتا ہو تو
دخل کیا اس میں تصنع کو عبادت ہو تری آہ جلتی شمع پر جل مرزا فطر تصنع تری
تیرے مہ سے ہو ہویدا عشق کا نام دھندو باعث تشیر شمع حسن ہے تیرا وجود
ویر میں ایتار تیرے غور سے دیکھے کوئی سر فرشی کے چلن تجھ سے مگر سکھے کوئی
ہے سبق آموز عالم کو الوداعی تری واقعہ رزفان عشق ہو ہستی تری
آہ قیمت حسن کے دلے تری بوجھ کوئی شمع کے خاطر بھالیتا ہو شمع زندگی
خوش شید۔ پنڈت بلد کویشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل چنگی ہیں

نہ وہ اوصاف ہیں ہم میں نہ وہ الفت رہی دل میں
 ہماری غفلتوں سے دیکھئے سارا وطن بگڑا
 اگر دل میں خیالات من و مانی نہ لاؤ تم
 تو اس لہڑے چمن کو آج ہی رونق پہناؤ تم
 میں کیا مینے کہو نہیں کہ میں کیا نہیں
 بشر کی ہستی ناپاک کا اک اُنہ نہیں
 خدا کی جب نظر میں کل بشر و نیکے کیساں ہیں
 تو ہمیں کس غلش رکھے ہوئے ہندو مسلمان ہیں
 نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی اگر تھوڑے سنبھل جاؤ
 کہ ورت چھوڑ دو اور جانب اصلاح تم آؤ
 کہاں لکھا ہے مذہب میں کرو تم میرا پس میں
 غضب ہو کر زمانے میں جدا بھائی سے بھائی ہو
 خورشید پندت جوالا پرشاد ایم لے . کیل چیت کورٹ لاہور . ولد راہباؤ
 پندت جانی پرشاد میرٹھی قوم کشمیری
 ایک حسرت ہی گئی ساتھ مے زیرِ حسد
 اور کوئی بھی نہ ساتھی ہوا مر کر اپنا
 نہوا دستِ قضا سے بھی کیشتہ سیاب
 ہائے مر کر بھی نہ ٹھہرا دل مضطرب اپنا
 خیال . منشی حبیبکھڑکے کایست دہلوی
 حسرت ہی ہی جی میں مے آہ پس مرگ
 بالیس پدم مرگ نہ آئی مے کسی کے
 او بائیں اس سے نہ مقابل ہو کہ جبکا .
 میلا ہو بدن ہاتھ لگانے کسی کے

خیالی - منشی خیالی رام صاحب کالی لکھنوی ساکن محلہ ذوبستہ، صاحب تصانیف کثیر
آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مقرر قیدیل کے شاگرد تھے ۱۲۸۵ھ
میں انتقال کیا۔

ہوا سطح طبائع میں بھی فرق انساں کے مختلف جیسے ہوا فرد بشر کی صورت
کرو یا باد خزاں نے لے در ہم بر ہم وصل میل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

۹
وآنا۔ منشی روشن لال کالیست سکینہ لکھنوی شاگرد ذاب عاشور علیاں خلع
منشی مہتاب رلے اردو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی
کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی
عمر میں ۱۲۸۵ھ میں انتقال فرمایا۔

نہ گل چیب ہوں عالم میں نہ خار دامن جامہ نہ یوں کا ہوا ہوں غبار دامن
وآنش۔ منشی شہجہ سنگھ سنہوری نوشق شاعر ہیں۔

دعائے وصل جانان مانگتے جاتے ہیں کرنی کچھ تو سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں
ور۔ لالہ امت لال زمیندار ساکن موضع لوفے پور ضلع گیا کالیست تلینہ طیش
گیادوی تھوڑا زمانہ ہوا ۴۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہر اکلیا میں جلوہ تراہی ہے چمن روزگار میں
درس۔ باسٹرنی لال صاحب کالیست شاہجہانپوری تلینہ جہاں شاہجہانپوری

کسی کو ایک سے ہوگی ہمیں دونوں سے الفیہ

خدا کی یاد ہے دل میں تہوں کا سر میں سودا ہے
 طبیعت کو خوش آؤ وہی بہتر سے بہتر ہے جو آنکھوں میں سا جائے وہی اچھوٹے اچھا ہے
 درختاں - لالہ بھولانا تھ جینی - مختار عدالت سکندر آباد شاگرد شیخ ضمیر الدین
 گھر کو اہل آئے ہیں خوش خوش رہے آسمان کیا کیا دکھاتا ہے فضا برسات کی
 لے درختاں آئے میری چشم رکے روبرو بھاگتی پھرتی ہو مجھ کو کیوں کٹا برسات کی
 قول - منشی مینی پر شاہ خلف منشی دیو پر شاہ عظیم آبادی تلیند راسخ عظیم آبادی
 پڑہ اٹھا کے تو نے ادھر گزر کر کیا عالم کے ملیں تیری محبت نے گھر کیا
 دل چاہتا ہے بولے ہرگز نہ یار سے پر بس نہیں چلے ہو دل بقرار سے
 دلخوش - لالہ بہادر سنگھ کھتری سیر لالہ خوشحال رائے دہلوی شاعر
 میں انتقال کیا

ہوں تم سے جو ہیں جن یڈنگس حیراں چشم پوشی نہ کر آ پائے گنگار سے مل
 ولسنور لمپن زائن خلف منشی آمارام رئیس بھوج پور ضلع فرخ آباد تلیند ناوڑ
 آمد جاناں کی شادی نے کیا اچھا سلوک بخود ایسی ہو اب اپنی خبر تک نہیں
 دلریش - منشی اہل بہاری مختار علی گڑہ تلیند منشی بنواری اہل شعلہ
 کیس ہتی ہو عشق و شک کی خوشبوئیں ہو کر مجھے سو آؤ گی میری خاموشی باں ہو کر
 یہی لڑتیں حسرت ہو یہی دلکی متنا ہے کہ گرنے عمر ساری خام ہندستان ہو کر

وہ غمِ پندت پر شیر ناتھ صاحب نگر کو تیسری متوطن الہ آباد
 و احسرتا کہ چلے گئے ارمان دل تمام اب دیکھتے ہو کیا مے اجڑے دیار کو
 و لہ غمِ منشی گنگا لال خلعت نشی کنھیا لال صاحب کن میران پور ضلع گیا۔
 درو دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنس کر جاں لب کون ہو آوارہ دیار آجکی رات
 ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھائی تھی جو ہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے
 دیوانہ۔ رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر کیس کے شاگرد
 تھے اردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی مستحضر لور میر حیدر علی حیران انکے
 شاگردوں میں تھے سلسلہ میں جام فناوش فرمایا۔

جان پر آہنی ہدم مری خاموشی سے بات کچھ بن نہیں آتی ہو اب انظاہر بغیر
 دیوانہ۔ منشی منس گوپال شاہ جہان پوری تلیندار شاد دہلوی سلسلہ تک بقی حیات تھے
 مرزا ہو اگر میرے دل میں رہو تم مری آرزو میرا ارمان بس کر
 آپ بھی کچھ دل بیاباں کتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہو مکے سمجھانیسے
 دیوانہ۔ مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے۔ مصنف ترانہ قدرت۔ اقرار محبت
 جوہر تندیب۔ دو شیراز۔ سابق اڈیٹر۔ مسیح آف ہند وازم وخالصہ ایڈوکیٹ
 اسٹنٹ اڈیٹر دیلی گزٹ پرنسپر گورنمنٹ کلج لاہور رہبت نیک طبع اور
 خوش اخلاق ہیں۔ میری شاعری

فطرت کی بہاؤں کو آئینہ دکھا دے تو رضا حقیقت کے پڑے کو اٹھا دے تو

پیغام ترقی دے پیغام محبت دے
 دے بت دے محبت نے جو آپ بنائے ہوں
 ستون کو جگائے جا بچھڑو نکو ملائے جا
 احساس نگاری سے شرما تو مصور کو
 دے حسرت طفلی بھی آگاہی پیری بھی
 دل تجھ سے مخرج ہوا در جان منور ہو
 دیناے اسیری کو آزادی جنت دے
 دے نقش و فطرت نے جو آپ بنائے ہوں
 غیرت و جنت تو دنیا کو بنائے جا
 کر نغمہ نوازی سے شرمندہ تو ساحر کو
 دے عیش قبول بھی اندوہ فیری بھی
 فطرت تری حامی ہو حرمت تری یاد رہ
 ف

ذلیق - پندت ہر دیال تیواری ساکن بڑی صنلع باو بنکی
 مینہ برس کرو گیا بادل گرج کر گیا
 اسکو آنا تھا نہ کہا بیو خا برسات میں
 دُورہ - راجہ رام ولد راجہ کدازا تھ شاہ عالم کے زمانہ کے شاعر ہیں۔

ترے کوچہ میں روز و شب پڑا رہتا ہی یہ دُورہ
 بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

دُورہ - منشی ہر شاد قتل نویس کلکٹری سلطانپور شاگرد بالکرتن قمر کفوی
 رحیم جان کے جگو خطائیں کی میں نے
 کریم جان کے جگو گناہ گار رہا
 پڑا جو وقت تو کوئی نہ نکل سار رہا
 کبے کو جائیں کسی زیارت کیواسطے
 کیا ہو آج نہیں آنکھ دو بڑھوتی
 او شیخ جہاں ہو وہی تہکد میں ہے
 کہاں سے آتے ہو کسوٹے پشیاں ہو

ذکا۔ نشن خوب چند دہلوی کا سیت ماتھر ساکن چاندنی چوک شاکر دھیر ملوی
۶۲۔ ۱۰۰۔ میں انتقال کیا۔

کرنا بے زندگی پر اپنی اے منعم نظر فکر کیا کرتا ہے ناداں ہر گھڑی تمیر کا
سمجھا میں جسے دوست ہوا وہ ہی مخالف اخلاص کسی کا بھی مے کام نہ آیا
کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا جہاں ہو یا رہا وہیں ہے گھر اپنا
مرد تہید دست سے ہو خیر کیا پاؤں گیا ٹوٹ تو پھر سیر کیا
ذکا قسمت پہ شاکر رہ نصحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر اے ناداں حسد مت کر

موتے سفید نکلے بعد از شباب مندر پر دیتی ہو زندگانی دیکھو جواب مندر پر
جگر کرے جو کیوں سکا ہوئی کیلے کو مانی کھلا ہمیشہ کچھ حال پریشان گل و شبنم
نہیں کہتے ہیں گذرت کسی کو اہل جنا چھپاتے عیب میں سب نہر کو دیکھتے ہیں

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ بیت سنگھ راجہ بنارس شاکر دمرزا حاتم علی تھرا کا
دیوان مہر موم کے خاندان میں موجود ہے۔

کیا جانے کہاں تافلہ ہمسفراں ہو یاران عدم کی نہیں آتی ہو خبر کچھ
آستان یار پر ہم جھبھ سالی کرتے ہیں دیکھیں کیا ہوتا ہو قسمت آزمائی کرتے ہیں
وہ پیام یار لایا اسنے کھولی فل نیک پائے قاصد چھپے اور مت حال چھپے

۶۱
 راجہ۔ مارا جو گجے سنگہ بہادر کسی ایسے آئی والی ریاست بلرا پور تلمسی پور
 شاگرد جو ہر شے میں انتقال کیا۔

خواب محل جن گل انداموں کو فرش خار بختا

موت نے تربت میں اُن کو خاک بستر کر دیا

اپنی نظر بھی اکثر انسان کو لگی ہے آئینہ میں نہ دیکھو منہ بار بار اپنا

راجہ۔ راجہ بہادر خلع راجہ شتاب رائے صوبہ دار بنے

یہ زخم دل ہمارے مر مر تلک پہنچے ہم ان تلک پہنچے وہ ہم تلک پہنچے

راحت۔ فشی بھگونت رائے ولد فشی دین دیال کا کوروی شاگرد سید

آفا حسن آمانت لکھنوی مصنف ثنوی ندمن ثنوی غنیمت اردو ثنوی ہاشمی

ثنوی زہرہ تہرام۔ ثنوی بوستان راحت سلسلہ میں انتقال فرمایا۔

اعمال بد پر اپنے نہ رو نہیں کس طرح دھوا ضرور چاہیے فرد گناہ کا

تحریر کی جو حالت درد دل خزیں عالم مرے قلم میں ہوا تداہ کا

وہ محکمہ ہے محکمہ عدل و داد عشق ہوا ہے بندنا لقمہ جس جا گواہ کا

بعد مردن کبھی تربت پہ بھی سایہ نہ کیا ہم گنہگاروں کو ایسی ہوئی بیزار گشتا

راز۔ ماسٹر پیارے لال صاحب دہلوی۔

کرنی پڑے گی نامہ بری اپنی خود مجھے قاصد تو جو گیا تری بھفل میں رو گیا

میں اور اسکا وقفہ راز نہاں نہیں آنکھوں میں بس گیا حور و لیس ہو گیا

۶۲
 راضی - دیوان پیارے لال جی رئیس اگر آپ کی تصنیف سے گلستاں،
 بوستاں، انوار سبیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۸۹ء میں بعالم ضعیفی -
 انتقال فرمایا۔ کہنہ مشق شاعر تھے۔

کیوں نہ اچھتوں کو بُرے گھیرے نہیں اللہ نے
 خادوں میں گل تپھروں میں سیم و زریدا کیا
 پھپھاتی ہو بدی سیرت کی صورت مکاں سے عیب چھپتا ہے کیس کا
 پست ہمت روتے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
 صاحب ہمت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

بُرائی سے اچھتوں کو ہوتی ہو نفرت تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل بُرا ہے
 دل سے دلوں راہ ہوتی ہو اگر سچ ہو بات تو مرا محبوب مجھ سے کس لئے بیزار ہے
 بھول جاتا ہے آپ کو کم طرف کچھ بھی گراقتدار ہوتا ہے

آرام - لالہ بندرا بن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی
 لے باغبان نہیں تو گلشن کو کچھ غرض مجھ کو قسم لے چھپروں اگر برگِ برہ کو کہیں
 اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور غریب آپس میں دردِ دل کہیں تک بیٹھ کر کہیں
 سنا کئے حال میرا کہ جولِ بردہ رویا رکھے ہو مگر قیسمتہ اشرو طائے باراں
 آرام - پنڈت رام دلا سے بسوانی شاگرد جگر بستوانی

دلنے بھی مچوڑ یا ساتھ ہمارا آخرا کون تھا منزلِ گفت میں جو رہبر ہوتا

۶۲
 رام۔ بابو ہارام منٹگری تلمینڈ طبیب میرٹھی
 اس وقت میسز نامہ لیکر چلا ہوا قاصد جب ڈیریاں رگرتے دیکھا مجھ میں پر
 رام۔ فشی سیلی رام صاحب کا شمیری۔ عمر ۴۵ سال۔ پہلے طالب بنارس
 سے اصلاح لیتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی
 اختیار کی آج کل بمبئی میں مقیم ہیں۔

میرے دل کے ورق جب سب طرف بھر گئے سارے

پر پروانہ پر لکھا گیا افسانہ الفت کا

راعنب۔ فشی شنکر لال راعنب ڈیرہ دکن

عسم تنہائی بے مزہ ہو گا گر کوئی کاوش جگر نہ ہوئی

کیا بھروسہ کسی کی باتوں کا آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی
 رجمتی۔ کنور سکھراج بہادر بیکینڈہ باشی رئیس عظیم آباد خلف کنور میرالال منہر
 ابن راجو پیارے لال الفتی کالیست دہلوی۔

پچھتے ہی حال مرغان چین میتانے کھول کر اب نفس کچھ مشت پر کھلا دیئے

رعد۔ فشی حب لال کالیست سری دستویہ ولد فشی کنیش پرشاد گوہل ناٹیکار
 و آئری میٹرٹ بھنڈ ریاست گوالیار۔

دلبر کی جگہ دریا کرتا ہو دل میں گھراور کا تھا آہ ہوا تسمیں کہیں اور
 دل لیک گیا جہاں نہ گزر تھا خیال کا پہنچے ہیں ہم کہاں کہاں راہبر کیا تھ

رمز۔ منشی مراج سہائے۔ حبیب پوری۔ زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔
 آپ کیوں کہتے ہیں ہم جو بدجائے کہنے ہیں ہم بھی تو کچھ آپ کے اسکا گلا کرتے نہیں
 رمز۔ سوامی سداوند سہستی عوف بہاری لال جی حیدر آبادی تلینڈ تائب
 ایک گل بھولا تو اسکے موگو دشمن نہ ہر اس چمن کو رنگ لگی اور ہی تاثیر ہو
 روشن۔ منشی رام سرن لال سدوانی شاگرد جگر سدوانی
 عالم نزع میں ہوا نکھ میں مٹا سکا ہو کاش آجاتے وہ اسوقت ذہن بہتر ہوتا
 روشن۔ بابوشکن لال چند بی لے۔ ایل ایل بی۔ پانی پتی
 پس مومن لاہور چین بکھڑوش دل سے مرا کچ لہ بہتر ہوا راناو ملی محفل سے
 پیغام یہ پہنچا دو جوانان وطن کو پامال خزاں ہونے نہ دیں اپنے چمن کو
 اسے قومی جوانو اسے پیچ کر کے دکھا دو پڑھتے ہو گرا خسانہ ایام کہن کو
 کوشش ہی تمہاری ہو تمہاں راز زرگی بھول نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو
 روشن۔ بابو منی لال شاہ جہاں پوری تلینڈ احساں شاہ جہاں پوری
 عالم قنادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں ناواں تیرا مثال نقش پا خاموش ہو
 رواقِ مسطرحت موبہن لال۔ بی لے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اناؤ۔ خلف
 چودھری گنگا پتر شاہ عمر ۴۴ سال ۱۸۸۵ء سال ولادت ہے۔ لسان المند
 مولانا غریزہ کھنوی کے شاگرد ہیں۔
 حسرت انگیز ہولے شمع لہ تیری حیات جل بھی جھکے لئے اُس نے نہ جلتے دیکھا

نزع کی اک نگہ بایں نے وہ کام کیا
اہل نظاویہ ہر تہمت تشریح عبث
سیکڑی پر آتا ہر جہاں کا دل غافل
حرص دنیا میں گرا انسان گرفتار نہ ہو
گلوں کو پیار نہ کر جھکو ڈھونڈنے والے
گزر ہی جائیں گے غریب کے دن بھی
جانیو والے چلے گئے دنیا کی بستی چھوڑ کر
رواد و محبت کی کیا تسے کہیں کیا حتی
ہم نہ بت خانیکے بندے ہیں کہسے کے مرید
مسحور ہیں دُعا و کلمات مجنوں
داستان شوکت ماضی کو کچھ حال نہیں
رواں غریب کی اہل وطن کو کیا پروا
زونق۔ لالہ رام سہاسی ولد حکیم منالال کھنڈوا خاندان راجہ جھاؤ لال تلیمید
ناسخ ۱۲۷۲ء میں انتقال فرمایا۔

بُزبانی گل کی جیلا بہتھی باغ دہریں
دو گھڑی کی واسطے بدنام کیوں گھٹیں ہوا
زونق۔ منشی سیایہ لال ابن لالہ جے زائن کا است ماتھر ساکن روشن پورہ
دہلی کثیر التلاذہ کہنہ مشق شاعر ہیں دیوان طبع ہو چکا ہے۔ عمر ۷۷ سال۔

عمر بھر جز کیا طاقت گویائی نے
حسن کو عام کیا حُسن کی کیتائی نے
بالکل بھولتا ہوں کہ کوئی دکھتا بھی ہو
دل پشیمان نہ ہو صبح کبھی خوار نہ ہو
کہ میرے حُسن کا جلوہ ہر لکھا میں ہو
کہ میں دو دن کو اس خلاق کم کیا
رونے والے ایک دن کیا عمر بھڑا کریں
آغاز غم دل تھا انجام غم دل تھا
ہو جہاں نور حقیقت سر جھکانا چاہیے
اشرارے طلسم لیلائے راز بہتی
خود اگر کچھ ہوں تو چھپیں قصہ جدا بھی
سمجھ لیا ہوں کہ اک نقش رہ گزرنہ سہی
کھنڈوا خاندان راجہ جھاؤ لال تلیمید

شاگرد را بخ و دہوی۔

ناز کیا ہو اس بہار گلشن ایجاد پر
 دل میں رہ کر کیا ہو جسے خون آرزو
 کھل نہیں سکتی ستم بھی زبان سکھو سنج
 صفحہ کا تہ پہ لول تھنے کو تصویر حسین
 ریحان۔ دیوان دیا کرشن لکھنوی خلف منشی گنگا بخش سری باست کا است
 شاگرد منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں کجی ملک جہ لفت رلے لفت
 کے سر شرتہ دار تھے غدر کے بعد پندرت شیوہ دین وکیل کے دیوان ہوئے
 چھاچھو کے کنویں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں
 رہتے تھے استعداد علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پانی تھی معاملہ بندی کا خاص
 مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس
 شاگرد قاضی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش۔ منشی طوطا رام شایاں۔ اور
 میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا
 دیوان منشی رگھو دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔
 مطبع آفتاب عالم تاب میں طبع ہوا مشاء میں انتقال فرمایا۔
 تیرا ہی نند پاک تھا کچھ پیشتر نہ تھا
 عقل آ کے بتاتی نہ اگر فرق مرتب
 نہ آسمان و ہفت زمین کا اثر نہ تھا
 کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

کیا اعتبار اسے دل نیا کی دوستی کا
 میں بھی نہیں گاؤں ہوں کہ بھلا ہوں
 کس شت ہلا خیر میں لائی مجھے حشت
 گئی امید پہلے سب سے بعد اسکے حلت کی
 مٹی کی مورتوں کو بنایا نظر فریب
 اگر پیدا کرے محنت جو ہر آدمیت کا
 روز دے کے شمع کہتی ہو اپنی زبان میں
 ہر نیک بد کا ساتھ ازل سے جو جان میں
 جھوٹا ہے کارخانہ کوئی نہیں کسی کا
 اللہ کو ہے علم مے عیب و ہنر کا
 پانی کا سہارا ہو نہ سایہ ہو شجر کا
 کہوں کیا ماجرا میں خانہ دلی تباہی کا
 دیوانہ ہو نہیں صانع قدرت کی شان کا
 مثال مذہب جو چشم مردم میں گھرا انسان کا
 وہاں شام سے ہوں سحر تک جان میں
 تیروں میں اتنی ہو جی ہے کمان میں

زار ہد - بلدیو سہائے سب پوسٹ ماسٹر و ٹیل
 رقص لہلہ کا تماشا دیکھ کر شاداں نہو
 زریبا - منشی پٹت بر جو بہن لال نکو بی لے
 ظالم و بید اگر بھولا پھلا کرتے نہیں
 خاموشی کہہ رہی ہو غیغہ نو بہار کی
 منہ پر ہو تھرگو لگی لہیں مہس ہو غار کی
 کیسے چمن میں دل لگ گیا ہو خوشی بہار کی
 جب تمید ہو کوئی آمد گلزار کی
 زار - منشی مینڈ و لال خلف لالہ مینڈ لال لکھنوی صاحب دیوان قومکھا لیت
 سکینہ شاگرد و ملہارام عاصی حوشہ میں انتقال فرمایا
 کبھی غافل پایا اور کئی مینڈ اہل رحمت کی
 کیا مالے زیر عرصت تپاں پیدا

میں پیرہہ خاطر ہو کر میری ماہ اندر وہ ۶۸ ہوئی افضل ہماری کیلئے باو خزاں پیدا
 زخمی۔ فشی الملوک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا
 بعد ۶ سال ۱۸۷۷ء میں انتقال فرمایا۔

زربان آج اُن کو میسر ہوا و فلک کل تک جن کو آتا تھا بنانا لال کا
 زیتب۔ ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیند ارام نطق برادر خردشی بیار لال
 آئندہ علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری
 میں ید طولی حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۷۲ء وطن مقام کھنہ آجکل ملک برامیس گورنمنٹ سروس
 پر ممتاز ہیں۔

انکساری دیدہ بیتیاب کی بہت بخت ہی اٹا ہو تو پھر کیا کرں تبیر کو
 کچھ درجہ جان درخت سے بہ کو کم نہیں فوق ہو کب خاک کوئے یا پر اکیس کو
 داغ فرقت کی کیا دل غیرت شمس قمر خانہ دل میں چھپا یا منہج تنویر کو
 عجب کچھ اندوں تقدیر نے چکریں والا ہو کہ شایع زندگی ہو مسکن باختر میں

س
 ساحر۔ پنڈت امر ناتھ دہلوی ولد پنڈت جانی ناتھ کہنہ شق شاعر ہیں عمر
 ۶۵ سال۔

بنا ہے پروہ پندار دیدہ دل سے لاہر ذوق نظر حق جہاں کیلئے

ساحر پنڈت سوہن لال صاحب بنی۔ ۶۹۔ لے متوطن ریاست کپورتھلہ
 مری ناکامی تدبیر دیکھی دل ایذا طلب تقدیر دیکھی
 مری مظلوم خاموشی کو دیکھا کمال ضبط کی تصویر دیکھی
 ستاتی۔ پنڈت جواہر ناتھ گول کشمیری لبوہ دارمہلی اردو فارسی میں اعلیٰ
 قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر
 آپ کا کلام فارسی میں ہو ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔
 قفل مینا سے ہو کا شویہ نجان میں تھا جذبہ پیرمناں کا رنگت مینا میں تھا
 آبدوزت نفس کے محضے میں پڑ گئے فائدہ کچھ تھا آئینیں کچھ جانے میں تھا
 پردہ حائل بنا اگر خیال غیر کو یوں یہ دل محتو شاہک پری خانے میں تھا
 شیوہ مکین واپس وضع کر جو یا ہے وہ یگانے میں نظر آ یا نہ بیگانے میں تھا
 سامی۔ منشی ولیب سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اورنگ آباد کن
 یہ دنیا ہو کہ اے حضرت واعظ اہم خلد کو چھوڑ کر برسوں سی عالم میں ہو
 سالک۔ منشی سالک رام بکیتھ باشی فاریپوری تلمیذ شہاد لکھنوی۔
 چرا کر لیکٹی کسکئی نگاہ ماز سینے سے خدا جانے ہو کیا کچھ تپتا نہیں لکا
 برعوبت خوشتر بھی کم ہوتے ہیں نایاب شہاد کو کافی داغ روئے ماہ کال کا
 لبیز کو لبیں درخشاں گھوٹ جاری ہو نپوچھ حال سالک مزہ الفک جال کا
 منظر منشی راجیشور لال صاحب ساکن ضلع رستی شاگرد فیتم گو رکھپوری

پست بہت وہ ہیں، اہل شوق میں جو رہ گئے " حوصلے والے کے لگے دور کچھ منزل نہیں
 سرشار۔ پندت رتن ناتھ بکینڈہ باشی کشمیری شلم لکھنوی خلف منشی بیچتا تھا
 کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مولف، فسانہ آزاد، سیر کُتسار، جام سرشار خدائی جلال
 ہنسوا، پی کھانا، بھڑی دِلہن، الف لیلا، سرشار، دیوان مرثب، ہو چکا تھا
 مدت تک اودھ اخبار کے اڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدر آباد تشریف لے گئے
 وہاں دبدبہ آصفی کی اڈیٹری کی سلاخ میں پیدا ہوئے۔ اور سن ۱۹۷۷ء
 میں سرزمین حیدر آباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال۔

کاوش خاں گلشن میں ڈراویل
 کعبہ کیا دیر کے بھی لوگ نہیں مجھ سے
 یہ تو زبوت ہوئی اب دیکھئے کیا ملتا ہے
 جانکا دشمن ہماری اپنا بیگانا ہوا
 جھوٹ میں کہتا نہیں مجھ کو سیماں کی غم
 تیرے آتے ہی میرا نہ پری خانہ ہوا
 سرور۔ منشی درگا سہائے ولد حکیم سپایے لال صاحب قوم کا لیست،
 متوطن قصبہ جہان آباد ضلع پبلی بھیت۔ مولوی سید کریم حسین صاحب
 بہار سے کیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان
 دیوانی کے شاگرد ہوئے پہلے دشتِ نخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا
 جہان کی الجیہ اور اگلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد
 ہو گیا اسی رنج و غم میں فات الحنب میں قتل ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا

۱۹۷۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۷ء میں ۳۸ برس کی عمر پر انتقال کیا۔
 نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔
 (بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا راز داں کوئی
 وہ بیکس ہوں نہیں سنتا ہے میری داستان کوئی
 بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حراں نے
 پٹھائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو بڑھیاں کوئی
 نقا ضالذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
 جگر میں آہ رکھ دے چیر کر نوک سناں کوئی
 زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تار یک آنکھوں میں
 سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
 سنبھال لے ضبط اٹھ کر اضطراب دل سو دڑتی ہوں
 کہ نازک ہے زمانہ ہونہ مجھ سے بدگماں کوئی
 جلایا چھپکے چھپکے آتش خاموشی غم نے
 بھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے

سیر ہوئی

آہ! ادھتھے سے کیڑے نازش صحرا ہو تو شعلہ زارِ جن کی چھوٹی سی اک دنیا ہو تو

کچھ عجب عالم ہو تیرے حسن کے انداز کا
گل بدماں ہو شفق میں شعلہ تنویر حسن
جلو گل سے فضائے وادی پر خاں میں
محضر خون شہیداں ہو ترا دامن سُرخ
باؤں گلوں تے چھوٹے سو پانڈیس ہو
جلو گل سے ہو رنگیں رٹے زیبائے بہار
سبز کسار نے یلعل ہو اگلا کوئی
سیتا جی کی گریہ وزاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو
نازک ہو میرا شیشہ دل ٹوٹ جائیگا
راتیں نہ کٹ سکینگی اکیلے فراق میں
متمتے جب باپ کے گھر سے جدا کیا
پتلی کی طرح آنکھوں میں شام و سحر رہی
دکھ آج تک سہانہ غم روزگار کا
مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت
ایسا اگرچہ آبلہ پانی کی ہے کڑی
یہ گاہ وہ ہے جو دل مضطرب کو بھونکے
رکھا تھا ہے چرنو کی ہونٹا تھ لچلو
چھوٹا تھا اساتھ توجی چھوٹ جائیگا
کراہا وہ جسے جلی ہوں جھیلے فراق میں
سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا
پہلو میں بن کے مبروہ سکیب جگر رہی
بجھ کر مرم رہا ستم روزگار کا
بن باسیو نہ کو دکھ سحر و شام ہیں بہت
دُخ کو بڑھانے لگ جانی کی ہر کڑی
بھٹی ہی آؤ تو کہ بھرے گھر کو بھونک کر

تاریک تم بغیر ہے عالم میرے لئے فردوس بھی ہو کہ جہنم میرے لئے
 سیکم نشی گورشی شکر خلف لالہ چین سکھ رائے ابن لالہ سادھوم رام قوم
 کالیست اسٹھانہ ساکن لکھنؤ محلہ اشرف آباد شاگرد محمد میرزا صاحب انیس
 لکھنوی فن خوشنویسی سید احمد مرزا صاحب صابر بیٹے جناب رشید کے والد
 سے حاصل کیا اور علم عروض بھی انھیں سے سیکھا۔ پھر بصنیۃ ملازمت بھٹا کر
 مہراج سنگھ تعلقہ دار پر گئے اتوا قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی کی ریاست میں رہا
 رہے اور وہیں قلمیہ میں انتقال کیا۔

پست ہمت کے حصول حاصل نہیں ہاتھ آتا ہو بڑی مشکل سے پانی چاہ کا
 کیا بلا ہو آسمان روشن لوں کے سامنے کب بھلا بجلی جلا سکتی ہو خرمن ماہ کا
 صاف مابلن جہیں آدھین ابر سے پیش عکس آئینے میں کیاں ہو گدا دشاہ کا
 جہیں طاووریا پر حرص سے امین گدا خوف شیران میتاں کو نہیں رواہ کا
 جھڑائی گئیں تن میں ہو سب بال سفید پر نہ فرق الفت کیسو میں سر مو آیا

سبک و صنوں کو کب ممکن ہو چارہ سگوش دل کا

کف دریا نہیں ہوتا ہے مہرجم زخم ساحل کا

خاک اور گلو لازم ہو بھجک کر منمو سرزمین پر ہو نہال بارود نے غم کیا
 حُسن کی زینت ہو آنسو بہا نا شمع کا زیب گون بزم میں موتی کا مالا ہو گیا
 کچھ بجز غم نہیں اس عکدہ عالم میں آدمی ہوتے ہیں اس واسطے گمراہ پیدا

۴۲
 بلیغ عالم سے ہوا خندہ عسرت مفقود ہو گئے اب گل کے عوض غنچہ بیجاں پیدا
 تنہا۔ بابو چننا تھ سہائے دلہنشی ہو گا سہائے قوم کا لیست ساکن موضع
 خواجہ پیر خلیع کیا زمیندار و مختار اردو۔ انگریزی۔ بھاشا میں ابھی قابلیت رکھتے
 ہیں شاگرد خلیع کیا وی عمر ۳۲ سال۔
 بدی کرتے ہیں کیوں اہل جہاں نیکی کے بدلے میں

سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا
 شوگ۔ منشی ہمیشہ پشاد نائب مدرس مدرسہ نادر ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشطر
 نوح ناروی عمر ۳۴ سال۔

خانہ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں میری گھر میں یہی مہمان نظر آتے ہیں
 نقش قدم نظر نہیں آتے ہیں اہ میں جاتا ہوں پر لگا کر وہ دشمن کے گھر میں کیا
 آنسو اگر بکے تو زمانہ بھی بہہ گیا دریا بھلا ہوا ہوں مری چشم تر میں کیسا
 آدمی پر آدمی قربان ہے حسن فطرت ہو خدا کی شان ہے
 سیلاب۔ ماسٹر حین بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع جیتپور۔
 شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دل شاد کیسے تھ جو پروردگار بھی مداح ہو ہر طفل پر پیر و جہاں بھی
 مضر جو تر و حال میں نہ گن گناں بھی اک ساتھ ہیں انہو بھی رواں سوز نعل بھی

جب تک نہ تو جلوہ شکن شام سو گھر میں ۵۰ مرقد کی طرح نہ تھا تو ایک مکان بھی
 گلگیر نے سرکاٹ لیا ہائے ستم ہے خاموش ہیں لب تیر نہ ہیں وہ فغاں بھی
 ستم۔ منشی درگا پر شاد و خلف منشی ہیرالال کاسیت متوطن قصبہ گیا تلمیذ
 کیفی گیا دی و سلیمان خاں جادو کو اتھوی ۵۱ برس کی عمر میں متعلقہ میں
 انتقال فرمایا۔

رگزارگر کے جبین سنگ آستانہ یار مٹا دیا نہ ہو تجھ کو تو میرا نام نہیں ل
 ہمیشہ جا جا کے پھر پھر آنا ہی تماشہ ہوا کریں گے
 ہوا رہے گی خانہ جب تک تو لے دیا ہوا کرینگے
 سش

شاد۔ منشی بالکنڈ سکیٹھ باشی دہلوی اڈیٹر اخبار چنار کہنے شمس شاعر تھے،
 سلاسلہ میں انتقال فرمایا۔

یہ شوخی رنگ میں پیدا کبھی خانہ کرے ہمارا خون دل باسیں اگر ملانہ کرے
 وہ یہ سچ کے مے وقت نزع آئے ہیں کہیں یہ جہل کے خدا سے مر اگلا نہ کرے
 شاد۔ منشی کالی پر شاد سندیلوی ملازم واجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد
 افضل لکھنوی۔

بیت ہا کو غیب سے دیتا ہے رزق تو پروردگار جان فدا تیری شان پر
 خاک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی پچھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

۷۹
 شاد و نشی بالک لایم پٹیلہ میں سپلائی ڈپو میں سرسشتہ دار تھے دفعہ ۱۹ء
 میں مخفی میں آگئے اور پٹیلہ کو خیر باد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو اپنے
 نظم کیا سیاسی کا انتخاب درج ہو

پھوٹی ہو آج مجھے آتیری سز میں
 حسرت اور نظارہ سرخیاؤ یا پس
 دودھ گشتہ ہیں ہم درخور نخل نہیں
 ڈالتے ہیں تجھ پر حسرت سے نگاہیں
 کھینچ کر کب لائے ہکو تیرے کوچہ کی زمیں
 تو نے ہم سے دیں جلائے پٹیلہ انھیں پھیریں
 آسمان بجا لے گی کوچہ کی تیر سز میں
 کیا خبر تھی ایک دن آجائے مخفی میں
 حسرت اور پٹیلہ کو گوارہ خلد بریں
 رخصت جو ش بہار لالہ رنگیں ادا
 اب کہاں لوں قسمت مصیبت ان جن
 تجھ کو رخصت ہو رہی ہیں آج ہم اور نگسار
 دیکھئے پھر تکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب
 ہم وفا داروں کا آخر کیا ہوا ایسا قصور
 تجھ کو لے غمناک کو تو قہر تھی نہ حیف
 پہوں ہم سرگرم تھے حکام کی طرف میں
 شاد۔ رادے بہاری مہر ساکن پر تاب گدھ۔

یاد آگیا نہ جانے انھیں کیا کہ دیر تک دیکھا کئے وہ آج ہمارے مزار کو
 شاد۔ ہری ناتھ خلف نشی ہر بن رلے قوم کا یست ساکن موضع چندی پڑ
 ضلع گیا۔ مختار عدالت گیا۔ تلمیذ خلش گیا دی وحشر بیتھی عمر مینا۔ ۵۰ سال
 کرتے ہو دل میرا مٹھی میں لیکر بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو
 شاد۔ ہر اسٹنسی راجہ راجگان ہمارا راجہ سرکش پر شاد بہادر۔ بین السلطنت

جی سی مایس آئی۔ صدر اعظم حیدر آباد کو کن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔
اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال خرواز ہے۔

لے لامکان الے ہر شان لا دالی
اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹی ہیں نہ رال
نخشا شرف یہ دل کو اپنا مکاں بنایا
کیا خوشنما چین یہ اسے باغبان بنایا
اب تیار ناقص و کامل نہیں رہا
بس یہی ایک طریقہ ہوا سے پانے کا
یوں عیاں ہے تو نہاں کیا ہوگا
باقی خدا کا نام ہے رنگ فنا کے بعد
دیکھنا ہو جو اسے پہلے نظر پیدا کر
اس کے جلوہ کا سب تماشا تھا
جو زمانے میں خاکسار رہا
تو ہو میرا آشنا اور میں بھول تیرا آشنا
یہ صورت نہ دیکھی یہ جلوہ نہ دیکھا
بغیر دُوبلے گر چپ رہا نہیں جاتا
شاطر کنور درباری سنگھ صاحب مہر و مکرٹ بورڈ پبلی بھیت عمر ۴۰ سال
تلمیذ نوح ناروی۔

ہو یہ نیا وہاں رہے میں چھپے کو چھپیں
دیکھنا ہو مجھے عشق میں کہ حوالتے ہیں

۷۸
 پاساں شکستہ ہو تو جو وہ دریاں دن کا باری باری سے دہاں شمس و قمر جاتے ہیں
 شاطر۔ فشی پہلی رام صاحب امرتسری سب انسپکٹر آف ورکس پشاور۔ اردو
 فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بیہی
 کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔
 عمر ۳۶ سال۔

کستہ درخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہو پہلی منزل میں ہر اک خاک بستہ ہوا ہو
 بے ثباتی جہاں کھد میں بھر جاتی ہو طرف گور غریباں جو گدہ ہوتا ہو
 رونے لگتے ہیں شام سے سننے والے میری آہوں میں جگر دوز اثر ہوتا ہو
 شاکر۔ پنڈت شیونا تھ صاحب نائب دیوان راجہ بنارس

غرض مجھ کو نہیں ہو بغض و کین سے کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے
 کچھ ایسا کم ہوا ہے اختر بخت نظر آتا نہیں ہے دور میں سے
 شاکر۔ ماسٹر گور دھن داس صاحب سکول ماسٹر ٹل اسکول چھارہ
 ضلع رتھک اگر وال ماہجن ولد لالہ بھگوان داس ماہجن خلیف لالہ رام پشاور
 بکینڈہ باشی جہنا کے کنائے مہندی پور تحصیل سوسنس ضلع رتھک وین
 ہے ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے
 بہت سے کنویں بنوائے۔ پوسالے جاری کئے گھر میں رتھ پہلی سب کچھ تھا
 پوتے نے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھارہ ٹل اسکول کے

سکنا سطر ہیں عمر ۲۰ برس کی ہو

بیگانے کو بیکانہ بناتی ہے عاجزی
وہ سر بلند ہو جسے آتی ہو عاجزی

بنفص و حسد کو جوش غضب کو عناد کو
حرف غلط کی طرح مٹاتی ہے عاجزی

خانہ دل جس کا دشمن ہو خاکے نور سے
کام اس کو ہونے پر یوں کہ نہ مطلب ہے

کچھ مشقت کی کمائی میں جو ملتا ہو فرو
اسکی لذت پو پچھے جا کر کسی مزدور

شیا کر - منشی کا لکھا رشا و خلف لالہ منگل سین بریلوی
لو گئیں جس سے نگاہیں لڑ گئیں

شیا ق - بابو رام سہاسے بھرت پوری لہند شیدا دہلوی
میں خط میں لکھنا بھول گیا بدلتے دل

تیرنگا ہزار کے انداز دیکھنا
آنکھوں کی چلنے سے چلے گئے نہیں ہو گیا

شہزادہ - بابو وی دیال بکینڈہ بابشی کالیست سروایتو ولد گجاد ہر رشا و مختار
مورث اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ آصف الدولہ میں قانون گوئے سترکہ اور

جاگیر دار تھے۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھا کر گنج مشائے میں پیدا ہوئے
۲۲ برس کی عمر میں ۱۹۱۷ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی

لیاقت رکھتے تھے۔

میساجر ہوا عطا ہر جاؤ گرجے وہاں

اٹھائی جہتد رکلیف میں دہنیاں سے

شوق - منشی لالتا پرشاد خلف منشی بی بی لال شاگرد منشی کنور جی دہوش دشمش

لکھنوی وفرحت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ بولت فرہنگ شفق فارسی انگریزی
میں اچھی لیاقت رکھتے تھے ہمیشہ کاپی نویسی قوم کا است تھینا ہ ہ برس
کی عمر میں انتقال کیا ۔

اسلئے خاک پٹھیا نہیں کہ اٹھا کر وہ نظر دکھیں تو
بکریوں کر وہ میں دنیا میں پہلے اصل اپنی بشر دکھیں تو
شگفتہ سردار سدرشن سنگھ امرتسری

بیٹھا ہوں آرزوں کی دنیا لے ہوئے لینے خیال یار کا نقشہ لے ہوئے
ڈر ہوئے انکے ظلم کا شکوہ زبان تک لے جاتا ہوں حشر میں لب گریالے ہوئے
تسگفتہ منشی خیرانی لال کالیست سکسینہ متوطن لکھنؤ محلہ زوبتہ شاگرد نسیم
دہلوی کہنے مشق شاعر حکیمیت بانک پٹہ میں کامل تھے ۸۰ سال کی عمر میں
۱۳۱۶ھ میں رحلت فرمائی ۔

صاف کیا ہو صحت ظاہر سے باطن کا غبار منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں
جکڑتے دیکھ کر پاس آئے وہ نصیم کو کیوں دلے دلے عا میں اپنی عین ہم کو
دیکھو نگاہ شوق سے میری طرح مجھے یہ دعا ہے اور کوئی دعا نہیں
نہ شراؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو ملاقات ہے ہم سے تم سے کبھی کی
نیم جاں ہونے زندگی ہو چراغ کشتہ ہو میری تہی صورت ہو چراغ کشتہ ہو
ہو ثبات زندگی نقش تصویر سے یک ہو اپنی بود و نا ہو چراغ کشتہ ہو

۸۱
 بشکل ناخن انگشت سرکٹانے سے
 حیات ملتی ہو جب انتقال ہوتا ہو
 شرک چشم دکھاتے ہیں گرمیاں اپنی
 کمی پہ جب عرق انفعال ہوتا ہو
 ادب بختا ہو ایسا ربط الفاظ مناسب
 دوزانو بہمیری طبع ربا ترکیب افسوس
 شادال - مرا جہ چند دلال ملقب بہ راجہ بہادر خلعت راجہ نرائن داس ابن
 راجہ لچھی رام بن راجہ موہن چند از نسل راجہ ٹودر مل شالہ میں بمقام حیدر آباد
 پیدا ہوئے۔ قوم گھٹری سورج منسی ۵۵ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہو کر
 ۸۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ لے غافل نہیں بحر جہاں بجا قیام
 کلن کھ کر سن دیتا ہو صد اکوس حباب
 آہا نہیں جو سنے منے مائے حجاب کے
 ہم دل سے ہیں شار اسی آفتاب کے
 بھروسہ ہو ترا ہی اور ہو تیرے سوا کس کا
 نہ دیوے اس رحیق مجھے ہو اسرار کس کا
 وہی ہو ایک ہر گھٹ میں سما یا
 مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا
 شوق پر مہتی ناتھ صاحب نبیر آرتیل پنڈت شبنم ناتھ لٹیری ثم الہ آبادی
 عالم پر بے ثباتی ویسا ہوا شکار
 وہ اپنے ہی مٹاتا ہو نقش زنگار کو
 شوق - ہما دیو پر شاد - ہو میو تھیک ڈاکٹر حرنل مرچنٹ - امین آباد و موطن
 لکھنؤ عمر ۳۷ سال۔

دل ہو دل وادی امین کا ہو دھوکہ پھر
 اشد اشد ہمارا وہی دیرانہ ہے
 شوق - پنڈت جگموہن ناتھ صاحب رینہ ڈپٹی کلکٹر ستیا پور شاگرد سید محمد فتح

۸۲
 شہیر مچھلی شہری۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے
 تھے نیشنل ہونے کے بعد منہجر ریاست لکھنا ہو گئے تھے۔ وطن شاہ جہانپور
 میں تھا عمر چھینٹا ۶۰ برس کی تھی۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔

ترہ مستون کی حالت منحصر ہو دو وہیاد کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا
 شایاں ہنسی طوطا رام خلف منشی آمارام ولد لالہ منسکھ رائے بن لالہ
 نسا رام قوم کا یست سری با ست مولف مہا بھارت اردو منظوم طلش شاہاں
 الف کیلہ منظوم تاریخ طلسم ہندوستان میں انتقال کیا۔

رحم دل ہما کمال میکدہ عالم میں آنکھیں کھل جائیں جو جاتے کہیں غرور دیکھا
 مصری کرے نبات ترے لب کے روبرو کیا کیے کستور ترا شیریں کلام ہے
 شایام پوچھو بال عورت شایام بابو اکبر آبادی خلف ماسٹر شکر دیال عاشق
 شاگردیت شاہ علی شاہ شاعر عمر ۳۴ سال۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا اجرا کسرت ہر عیاں تھی وحدت کا اجرا
 سوز فراق درد مناعم فراق پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا اجرا
 یہ کہہ کے میری شمع لہو ہو گئی خاموش ناگفتنی ہر صاحب تربت کا اجرا
 کوئی اتنا تو کرے سوز محبت پیدا شمع نے آگ لگا رکھی ہر پردہ انہیں
 شعبنم۔ پنڈت منشی دھرتی دانی شاگرد جگر بسوانی۔ عمر ۳۴ سال
 توجہ الیں پندہ شوخ شکر ہوتا ترے کے وقت ترانہ نام زباں پر ہوتا

شیمتم شیر سنگہ گوردی تلمینہ جناب لسان الہند عزیز لکھنوی

یہ سب کھ کرتا نہ کوئی عنہم ہے کوئے جاناں میں ہمیشہ ہم ہے

دل مرا آباد رہنا چاہیے، تم نہیں تو پھر تمہارا غم ہے

شیمتم۔ بابو چھتر مل بھر تو پی۔ شیدآدہوی کے شاگرد ہیں۔

صرت خزاں بہار چین سرسبز ہوئی، تم گلوں کا شور عنادل میں ہو گیا

اٹھتی ہو کس میز کی خلش ہر نفس کساتھ، رکنا تری نظر کا کہیں دل میں ہو گیا

اے حسن صاف کا آئینہ تھا گو یا جہاں، وہ سرا پا نور ہر اک دکے کا شائے میں تھا

شایق۔ فتح چند ولد الہی رام کا لیست لکھنوی تلمینہ تاخ

دیباغ دلوں پہ پچی گل مراد کی بو، بہت نہال ہوئی باغ و زگار میں روح

شمس۔ بابو کھیا لال صاحب فرخ آبادی تلمینہ شیدآفرخ آبادی۔

مخدوب بھی حیل میں سالک بھی پشیاں، کیا راز خدا کے بھلا عقل شہر میں

اسطرح سے کوئی بے تفریح چلا ہے، ہو تیر دکان ہاتھ میں خنجر ہو کہو میں

شیدآ۔ جناب منشی پریشری دیال صاحب عمر تحفہ ۴۴ سال بسوانی تلمینہ

حکیم جگر بسوانی۔

مہراں وہ مر خوبی بھی ہمسر ہوتا، اپنا اجر اہوا کا شانہ منور ہوتا

خسک دین بھی جوتی تری چہرہ پہ نقاب، اور بقیاب ہمارا دل مضطر ہوتا

شیدآ۔ پتو لال صاحب شیدآفرخ آبادی تلمینہ قمر لکھنوی

کچھ نہ کچھ مسد وغم جان کو لے آتا ہے ۸۴
 ہم جد ہر رکھتے ہیں کچھ اٹھا کر شیدا
 یار کی بزم سے کوئی نہیں بچتا خالی
 اچھے لوگوں سے نظر آتی ہو دنیا حالی
 شیدا۔ منشی حیدری پرنسداد دہلوی سابق آڈیٹر کمال دہلوی عمر، سال۔
 بخود ہی شوق و لطف جلوئے میں تھا
 شمع کے دلی گلی گلی کا سوز پرانے میں تھا
 اک نامائے نظر تھا جاوہ گاہ کائنات
 کیا مانا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
 سنتے ہیں آدم کی لغزش ہو گئی جہاں
 عالم فانی نہاں گندم کو اک دانے میں تھا
 شیدا۔ چودھری بابورام ولد چودھری لال بہاری قوم کالیست سروا ستیو
 زمیندار قصبہ محمدیہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۹۵۸ء فارسی میں فارع التحصیل۔
 ابھی بچپن برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا۔ عدم توجہی سے زمینداری
 جاتی رہی تو چھاونی سیتاپور میں خلوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان
 چھپنے گیا وہ تلف ہو گیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مھر ہٹا آ رہے تھے
 ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصارت
 شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۶۶ء میں بعمر ۷ سال انتقال فرمایا آپ کے
 صاحبزادہ رام سروپ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں مضابطہ اخلص
 کسے پردہ سے رُخ روشن نمایاں کر دیا
 ذرہ خاک زمیں کو مہر تاباں کر دیا
 یکساں ہیں مچو گلشن توحید میں دونوں
 گل دوست گرو گادو خار نہ ہو گا
 توبے نیاز ہو گئے سب ہیں نیاز مند
 اس ناز اس ادا کا کوئی جبین نہیں

شہید - پنڈت مادھو رام صاحب محرر جوبیشلی سہارنپور ۸۵

بے تیغ ناامیدی زحمتی نہ کر مراد دل اُمید صل جاناں مہمان ہو ہمیں پر
شیطان - برجموہن ناتھ کشمیری ولد کشو ناتھ اور منشی دیا شکر نسیم کے
حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزاء کی یاد پرانی
دل گرفتہ رہتے تھے۔ ایفون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے
نہایت زکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کی طرف
طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے
پاک ہیں ہر وقت فنانی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز
سے پڑھا کرتے تھے بسلسلہ میں انتقال کیا۔

اب خیر نہیں اپنے نشیمن کی چمن میں گل خوش ہیں اگر تمہے توصیہ دتھا،
جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے

ص
صابر - اکھوری سیتل پرشا دھلت اکھوری لچمن سہائے قوم کالیت متوطن
میکرو منلع گیا۔ ابتدائے عمر سے اردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب
ہے عمر ۷۰ سال۔

بڑھنے لگا تلخ کوہ رخا مرغیلاں دیکھا جو کہیں دشت میں مجھ آبلہ پا کو
گردش چرخ سو گھبرا تا ہو کیوں ل میرا شاید اس پرے پہاڑ کی حکمت ہوگی

صائب۔ اسطرت دیو عرف ایس ڈوی راٹھور ادیب عالم خجای دیو نیورٹی،
ولادت ۱۹۰۶ء خلف سی ڈوی راٹھور۔ متوطن دیو پچرائی اسکول کھنڈ خلع
لدھیانہ تلیند پیارے لال صاحب آئند کھنوی فارسی انگریزی میں اچھی
قابلیت رکھتے ہیں سکرٹری بزم سخن۔ آپ کو اردو زبان کی خدمت کا سچا شوق
ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوا ہے جس میں اطراف
کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوتانی اسے۔

سناتا کرتے ہیں لوگوں کی بیرخی انکی بلا کے ان کو مگر ایک بار دیکھیں گے
کریں گے تھام کو دل ہم کچھ طرح نالے نظر اٹھا کے وہ بے اختیار گھٹیں گے
صائق۔ پنڈت دیو پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت
۱۹۲۴ء بریلوی۔ دراز قد فرہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی،
تمام عمر میں چار شادیاں کیں چوبیس اولادیں ہوئیں جن میں سے اب تک
چار بقید حیات ہیں پنڈت پلھی زائن ادیب پنڈت ہرن رائن سحر پنڈت
نشن زائن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی بی
سے ہیں۔ شاعری کا شوق ۱۹۲۷ء سے شروع ہوا۔ جلیس تھرینگہ آجلی
لالہ مادھورام جوہر اور ڈپٹی کلپ حسین خاں نادر تھے۔ پہلے غز خالص تھا۔
لیکن مزید کے مشورہ سے صائق خالص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن
ہونے لگا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۷ء، ۹ برس کی عمر میں سکینڈ باشی ہوئے۔

خوش طبعی و ایدل تھا ہر نام سب کا ۸۰ نافہ سے اپنے آہوش ہو بخشن میں
 جنبہ خراج تو کیا مال سے حاصل ہو چھٹیں یو تو ہر غنچہ کی مٹھی میں بھی زد تھا ہو
 سخت دل ہو سو خالی نہیں تھے ہمدان دیکھ سینے میں تپھر کے شرر ہوتا ہو
 صدر - منشی لچھی پر شاد ولد منشی زبیر رائے قوم کا است سکینہ دوسرے
 عمر ۳۰ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ - تلمیذ منشی سگفتہ لکھنؤی شاگرد نسیم
 دہلوی کہنے مشق ہیں - آپ مشیر الدولہ ہمارا جہاں بالکرشن بہادر جبارت جنگ
 کے نواس داماد ہیں - انا منشی لالچند آئس مرزا قبیل کے شاگرد تھے -
 جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدہ
 تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کا روٹین دربار دہلی میں طلب
 کئے گئے تمغا اور سائٹلیٹ اعزازی مرحمت ہوا۔

فارسی بھی خوب کہتے تھے سنجاریانی اور خواجہ غریز لکھنؤی سے تلمیذ
 استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی
 تھی ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے - تاریخ گوئی میں خاص ملکہ
 حاصل ہے ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں
 کہا جسکے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت
 کچھ لکھا بجل دہلی میں قیام ہے۔
 ثبات دہر ہماری نظر میں خاک نہیں کراس مکان دیوار و در میں خاک نہیں

جہانیں ایسی مخالف ہر طبع آپس میں کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں
 ازل و حصہ میں ہر خاک باد کو تش و آب چکھ اور انکے سوا میرے گھر میں خاک نہیں

تہا بہ ہستی ہو سے صد اپنے بال سفید

اڑی تھی ایسی کبھی دو پہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں عام باد و گلفام آتا ہے ہمیں جمشید کا عبرت یاد انجام آتا ہے
 اٹھ استقبال کو ہر خدا کا قالبِ ظاکی طہیر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے
 ہدم نہیں انیس نہیں آشنائیں آئے اجل کد زیت کا تنہا عزتیں
 تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کچ عانت کیا بقرار طائر متبلہ مٹا نہیں
 گلکار یا حقین و زو خاکی نظر فریب دست صنم تھا یا سبب گلفروش تھا
 وہ روز خلق تھا میں جہانمیں کہ بعد مرگ احباب کو جنازہ مرا بار دوش تھا
 کوئی گل تجھسا نظر آیا نہ او گلزارِ سن عمر بھر دیکھا تماشہ گلشنِ ایجاد کا
 بہا آئی تو آئے ہم صفر و کیا خوشی مجھ کو قفس کیں اگر نکلا بھی تو بوال پر نکلا
 عدم سے آئے جائینگے عدم کو ہماری ابتداء انتہا کیا
 باز در ہر میں زر کا بل عیار ہوں مجھ کو زیادہ مایہ فلک غلگہ کس نہیں
 بندہ عشق ہوں نہ بیک مرے نام نہیں کفر سے کام نہیں تابع اسلام نہیں
 صحابیؑ۔ لالہ بلدیو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے
 رسائل کے اوٹیر چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئی بلوچستان سے نکالا تھا

جو بند ہو گیا عمر غمینا ۳۵ سال متوطن کو نٹہ بلوچستان

چرخ پر پھیلا ہوا ہو ایک عالم نور کا ہر گماں ہر ایک تائے ہر چراغ طو کا
نیلی شبے بھرے ہیں لعین میں متنی نے ہر خم نظا و بن جاتا ہو گھونگھٹ حور کا
عکس تاؤں کو اکینہ میں جس بحر کی قطو قطرہ پر ہے دھوکا ساغ بلور کا
جب چنی تاؤں کی فشاں لعبتان چرخ نے اور ہی کچھ ہو گیا تھا رخ شبے بحر کا
کی دارات نظر تمعین جلا دیں دو رنگ یاس میں کی چرخ پر سجن بجا دیں دو رنگ
صدقا۔ لالہ منوالال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کالیٹ شاگرد میر تقی میر
منشاء میں انتقال کیا۔

چرخ کو کب سلیقہ ہو سیم گاری میں کوئی معشوق ہو اس ڈرہ زنگاری میں
صفی۔ منشی کوڑے سنگھ خلف لالہ مہر سنگھ زمیندار موضع رسول پور ضلع میٹھ
تلمیز رکھی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف
کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ
ایک مقطع میں فرماتے ہیں۔

بنیض حضرت مرشد کہ کیسے نجم دیں ان کو
صفی طینت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہو
دیوان ان کی وفات کے بعد منشی سجاد سنگھ پٹواری کشن پور فرزند مصطفیٰ
چھپوا دیا کہ قبائے نام ہے۔

طلسم جلو کن آئینہ ہو خود نمائی کا
جو دیکھے چشم حق بین سے فائیں ہو تباہیاں
عدم آغاز عالم ہو فنا انجام دوراں ہو
چمن کے رنگ تعمیر کا ہو نظر سے خطاب
حیف ہمنے قیام دنیا میں
ساز تار نفس کی ہے یہ صدا
اگر چشم حق بین سے ہم دیکھتے ہیں
عبرت پذیر گردش دوراں سے ہوتی
صوفی - بیشیر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد وجاہت چھنجاوی

جلو ہو تیرے نور کا سائے جہاں پر
ہو چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر
صنم - بابو امیکا سہائے خلف منشی جگن ناتھ سہائے قوم کالیست متوطن
ہر نام اومیہ ضلع گیا - تلیند رشید غلش گیاوی عمراہ سال
سیفائہ کیوں ہاتھ اٹھا تا ہو دعا کو
معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو
لکھ آج صنم تو وہ پھرتے ہوئے اشعار
ترپاٹے غزل اپنی سنا کر شعرا کو
صنید - لالہ برہدیو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے سکینہہ باشی قوم کالیست
مختار عدالت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور - پرگنارول سب ڈویژن جہان آباد
ضلع گیا کتبہ درسیات فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

رکھتے ہیں رشاعی کا شوق کمبسنی سے ہے نوٹو گرافری یاغبانی میجک
 ستارہ مارونیم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتدا میں ترم گیاوی کی اصلاح
 لی پھر حضرت غلش گیاوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مینو بیل کشتربھی
 دیکھے ہیں دیوان مرتب ہو عمر ۷۵ سال

جلوہ افگن ہو دی دونوں جگہ و ناصح
 مرتبہ کم نہیں ہو کعبہ سویت خانے کا
 سزا کس کو ملی تجا جرم کس کا
 لڑی اُنسے نظر دل پر لگی چوٹ
 مل جل کر ہیں جہر و شیر کی صورت
 یہاں سے دل میل ہیں آئینہ اگر آپ

ط

طالب - بابو اقبال بہادر سنا سیتا پوری -

اوجھل صدقے ہزار آزادیاں تنہا پر
 وہ اگر خود بٹھ کر درباری زنداں کریں
 اتھائے سوز غم سے ہو گئے آنسو کی خشک
 اب اثر پیدا کہاں دیدہ گریاں کوں
 اتھائے رنج و راحت کا سبب کیا عجب
 مشکلیں حد سے گزر کر کاواں ساں کریں
 بنکے شمع انجمن سول میں جیسے لحد
 ہائے وہ کہا دیریں منزل یراں کریں
 طالب - مشرند لال بی لے ویل چکوال ولادت ۱۳۵۷ھ عمر ۳۳ سال
 وطن سرینگر پورم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم منشی فاضل ادب فاضل شاگرد
 ایک شہری منشی رام سہائے منا لکھنوی۔ پنڈت راجوہن ناتھ صاحب
 داتا تریہ یعنی -

۹۲ غم اور خوشی کا دل ہی پڑا و مدار ہے
 بیدل ہوئے خزان ہوئی بادل با ہے
 ٹوٹے ہیں آسمان کے تارے خیال نے
 گلشنِ تصورات کا باغ و بہار ہے
 طالبِ - منشی و نایک برشا و بنارس ڈراماٹسٹ - اکثر بمبئی میں قیام رہتا تھا
 تھوڑا زمانہ ہوا استعفا فرمایا۔

حیاتِ بشر
 انسان بے میان کی ہے زندگی اک آن کی
 آئی تھنا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی
 یہ برق ہے یا ہے شریر یا سایہ دیوار و در
 شبِ نیم ہے ہم شکل گسریا غنچہ گلزارِ اتر
 مثلِ نمودِ شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
 اک شعبہ ہے کا دام ہے اور زندگی نام ہے
 شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
 ناگاہ ٹوٹا شعبہ موت آگئی انسان کی

خوابِ عبرت

اک، زندہ میں خواب میں نہ گام سحر تھا
 ناگاہ ملا موت قیصر یہ گزرتھا
 یاد آئی کھلایک جو مجھے شوکتِ مرحوم
 عبرت سے یہ دریافت کیا بادلِ معوم
 کیوں مٹے وہ نقشِ گہیں کیا ہوئی صوٹ
 کیا تھی کسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

۹۳
 تریج نڈائی کہ اے دے مقرر
 دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سرت
 ہر عضو ترا میں بھی کیڑوں کی غذا ہے
 طاہر منشی خیراتی لال کالیت لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ مستند
 میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمی حسن تباں کے گلشن میں
 شگوفہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا
 عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں
 میان آب رواں ساغر حباب ہوا
 طیش منشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی
 استدر صاف ہو آئینہ دل عاشق کا
 قدر کرتا جو کہیں آج سکندر ہوتا
 آپ کیوں میری محبت کو بُرا کہتے ہیں
 ایسی باتوں کا جو صد مرے دل پر توتا
 طالب۔ لالہ شیش چندر کا بیٹھ سیکھنے طالب دہلوی خلف رائے صاحب
 لالہ مہیش داس صاحب زری محٹرٹ دہلی عمر ۲۲ سال تلمیذ خجابتی دہلوی
 اسنوں آنکھ کو وہ قوت تقریدی
 جن عریان میر و حساس کی تصویر سے
 نقش صد حیرت ہنیں عبرت کا ساں کھیر
 ہوش گم ہیں غلظت شہر خموشاں دیکھ کر
 ضاعیلیم و عجز و کساری اپنا شیوہ ہو
 ستم ہو درپے آزار میں ہاں بھر بھی
 یہیں پر یہ خط امتیازی نسل آدم میں
 وہاں پر ایک میں سب خواہند میلان
 بلا تفرق یہ سب فیض ہنجا اہل دنیا کو
 تعصب بڑی ہو خلق کی است کا خراب ہو
 جو نیز گمجاں کو ایک افسانہ سمجھا ہو
 اتنا اندازا سپر گردش دوزخاں میں ہو

عاجز بنشی تھے لال کالیست سری و استو۔ پیدائش ۱۸۶۲ء چھ مہینے کی عمر میں چھپک کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر اس قدر ذکی تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور علم موسیقی رام کشن داس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین قار لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد تبلیغ لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا ان کا دیوان نظم و کلمش بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق ذکر دیا سب کچھ عطا
کون ہی نعمت ہے یہ محروم انسان ہو گیا
راحت و تکلیف کی اس کے خبر ہی نہیں
جو یہاں سے داخل شہر خوش ہو گیا
اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا
عطا کیا ہر تھیں حق نے آئندہ دل کا
نزع کی حالت میں عالم رہا تقریر کا
اقربا بھی مدد مانگے نہ مجھ دلگیر کا
خوش کاموں کے ہم نوا گل نہ لور جو باغین
عیش کی خواہش میں ہو غم کا کھٹکا ہو گیا
عادل۔ رام پرشاد خلف شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے
رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ بھیج لائی کتاب ایکادشی ہمارے طہریم
دریائے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد
تھے چنانچہ اپنا حال ایک مثنوی میں نظم کیا ہے۔

میں ہوں اک بندہ ناچیز ناشاد
میرے شیو پرشاد نامی
بزمِ گول کا وطن ہے شہر لاہور
پھر ظایا بخت و اثروں نے وطن سے
غرض دیکھیاں دلشاد ہوئیں
میان لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز۔ برج باشی لال امرہ ہوئی ضلع مراد آباد
ہر سو چمن میں عالمِ گل بھی ہو تا زار
کیسا جنوں کا جوش ہو فصلِ بہار
عاجز۔ بھاگرت لال صاحب فوٹو گرافر و پتھر تلمیذ جناب و جاہت
خواہشوں کے ہاتھ جینوں کے لالے پر گئے
دل میں اب پیدا کوئی ہم مدعا کرتے نہیں
مثلِ دیا آنکھیں نہاں ہو آنسو ایک ایک
راز ہو اسمیں جہم طوفانِ بپا کرتے نہیں
کشتگانِ عشق کو مدفنِ مٹاؤ ہیں تو کیا
نامِ دنیا کو شہیدِ نگو مٹا کرتے نہیں
عاشق۔ ماسٹر سکرویل ایم اے ابنِ گروہار می لال بن چھپیلی رام بن
خوشحال رائے ساکن موضع سانڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے
۱۹۱۷ء میں عمر ۷۳ سال انتقال فرمایا۔

پھر تمنا کا ہوا جوش کہ اصرار کرے
پھر تغافل نے نکالا نیا طرز انکار
عاجل۔ دیوان کیشو داس خلف دیوان کشن کشور رئیس و آئری میٹرٹ
لاہور تلمیذ تاجور نجیب آبادی۔

۹۶ لکے ہر ایک لطف میں نہاں ہیں سو تم گل کر دیا ہوا شک نے شمع مزار کو
عجوتور کنور ابے سہائے خلف اکبر راجہ جلال گلشن لکھنوی ۱۹۰۹ء
میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اے برق کسکے خرم من ہستی پہ نظر کچھ بھید تو بتانے مجھے اس اضطراب کا
عشرت لالہ میکو لال صاحب لکھنوی تلمیذ جلال لکھنوی عمر ۶۲ سال،
آج کل ڈیرہ دون میں ہیں۔

مسر باں جو وہ سال نہیں چاندنی راتوں سے کچھ حاصل نہیں
ذکر ہر جا ہے تری بیداد کا زخم سے خالی کسی کا دل نہیں
عشرت کنور مٹھن لال صاحب بہوی معلم طبیبہ کلج دہلی۔

ازاد ہم بھی سوتے اس کا شش زندگی میں یہ آرزو تو لیکر جاتے نہ جی کی جی میں
غم میں ہوئے گزرا آں سو بھی میری مجھے آتا ہر کام کسکے کب کوئی بیکسی میں
عطا منشی البیڑی رشاد عظیم آبادی کالیست مولف عروض عطا اردو
زبان کے شیدائی تھے ۷۰ برس کی عمر میں تھیں اوس برس ہوئے انتقال کیا
ذکر میری دھاکا سن کے کہا کیسی بے مثل یہ کہانی ہے
عادل منشی نند کشور متوطن ستیا پور قوم کالیست شہ ۱۹۰۸ء تک
بقید حیات تھے تلمیذ اچھ

وہ بچہ خنیکہ جو فرصت ہوئی غم کھائیے دو قدم خانہ اللہ ہے بتخانے سے

عرش۔ پنڈت بال کند عرش ملیان قصبہ ملیان ضلع جالندھر خلیف
 جناب جوش ملیتان۔ تاریخ ولادت۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ایف اے تک تعلیم
 پہلے محکمہ نہرو میں اُور سیر تھے۔ اب محکمہ صنعت و حرفت میں ملازم ہیں۔
 اُسے ذوق سفر تو ہوتا پڑا نہیں مجھ کو صحرا مے آگے ہو کہ دریا مے آگے
 یہ آرزو تو ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو میں کس طرح کہوں کہ کوئی آرزو نہیں
 یہاں ہر دم نئے منظر ہیاں ہر دم نئے نقشے

یہ دنیا ہے نئی اس کو پرانی کون کہتا ہے
 مراد دل ہی مرے دل کا بیاں ہے محبت کی دو حرفی داستان ہے
 کوئی بوچھے قفس والوں کی حالت اٹھا گلشن کی جانب دھواں ہے

غ

غریب۔ تاج بہادر عرف لالہ خدابخش صاحب خلیف منشی عالم چند صاحب
 عرف لالہ حسین بخش ابن لالہ اجود ہیا پر شاد صاحب بن دیو پر شاد رضا
 دہلوی۔ ساکن لکھنؤ محلہ مٹا کونڈی۔ پہلے مطبع ٹرہند میں شجر تھے۔
 مصلح سنگی۔ کاپی نویسی میں دخل رکھتے تھے پھر اپنا مطبع کیا اور محلہ چٹیاں
 میں سکونت اختیار کی ہمیشہ عشو محرم میں تعزیر رکھتے تھے اور مختلف
 شہادت لوگوں کی دیکھی کے لئے داکھانے تھے۔ جیسے لالوں کا لڑنا
 فوارہ کا چھوٹنا۔ اور بیل بھی رکھتے تھے ۱۸۹۷ء میں تخمیناً ۷۰ برس کی

عمر میں انتقال کیا۔

مجھ کو انکے درو دیوار کو یہ الفت ہو
میں اگر واں چلوں ساتھ ہی دیوار چلے
غینمت۔ بابا جو دھیا پر شاد صاحب۔ بی۔ اے۔ کالیت امانوی ضلع گیا
شاگرد بیتاب عظیم آبادی آریا سلج آشرم میں ملازمت کر کے پنڈت ہو گئے۔
بوستان میں بھاڑ ڈالا گل پنا پیرن
غیرت۔ منشی کنھیالال۔ بھٹنا گر۔ سکندر آبادی ضلع میرٹھ۔
نہانی گھر سے کیا جانے کیا سمجھ کے قضا
یہاں تو جان بھی حاضر ہو میاں کیلئے

سنو اہل عبرت کہہ ہی ہو خاک و دھ
کہ جل بھنگر کسیدن شمع بھی محفل نہ بھنگی

ف

فدا۔ لالہ ٹھا کر شاد صاحب خلف راجہ رام ساکن لکھنؤ پڑی ٹولہ ۱۸۸۷ء
میں عمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

بعد مرنے کے کیا یا کسی نے نہ فدا
کستور جلد ہیں اہل وطن بھول گئے
فدا۔ پنڈت دت ستر پر شاد بی۔ اے۔

فدا امانیہاں کیا نظر نے کام کیا
مشاہد ہی میں جہنہ سحر کو شام کیا
کہ ہو رہا ہو نہاں صنعتوں میں کاریگر
نظر فریب بہت اسنے انتظام کیا
ہنساکیں وہ کسی پھول کو تہتم میں
صبا کے ساتھ چمن میں کہیں خرام کیا
کہیں غزال کی آنکھوں دکھ چھین لیا
کہیں ترنم دریا کو نیک نام کیا

ہالیہ میں اثر ریز اسکی شوکت ہو زبان شیر سے اظہار چشم کیا
 اسی کا نور چمکتا ہو چاند سوچ میں کسی کو برم میں ساغر کسی کو جام کیا
 برس ہا برس کرم ہکا ابر رحمت میں فضا میں اسکے اشار نے فیض عام کیا
 ہے تک سرگرمیاں کہ کس لئے لسنے نظر سے بچنے کا اس درجا ہتمام کیا
 فراق مضر رکھو پت فراق بنی لے۔ ولد منشی گورنگہ پرشاد صاحب نے جو ان
 شاعر ہیں نظم و شعر دونوں میں ملکہ رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال
 وہ میکش ہوں کہ موج بادہ خود ساغر سے اٹھ اٹھ کر

مرے ہونٹوں تک آئی اور ساتی بار بار آئی

کچھ لڑکھڑا رہی ہر سیم بہا رہی ساغر کھٹ اٹھا کوئی صبح بہا رکھا
 مسکدیسے کوئی پیکر جو چلا کھنچ ہی گئی ایک تصویر چمکتے ہوئے سامنے کی
 رنگ توجیل جھلکتا تھا دم گردش جام شیخ نے ہو کے خرابات نقشیں دکھایا
 فرحت منشی شنکر دیال بن منشی پون چند لکھنوی شاگرد منشی جہا ہرنگہ
 جو ہر علم انگریزی فارسی ناگری میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے
 بہت مذہبی کتابیں سنسکرت سے اردو میں نظم کی ہیں انیس سے دواہن دو

منظوم بہت مشہور ہے سنہ ۱۲۷۰ھ سال انتقال فرمایا

رنگ دنیا کا بس اب نئے دگر تو باجو پیری آتی ہے جوانی کا سفر ہوتا ہو
 قراؤ۔ منشی بدی نرائن ولد منشی درگا پرشاد کا بیست ساکن موضع ندہ

منع کیا نقل نویس کلکٹری گیا اسٹنٹ سکریٹری انجمن چشم سخن در شاگرد
نینم لکھنوی عمر ۳۲ سال۔

پوچھو نہ ہجر بایں رُنے سکایا ہوا شوکھا ہوا درخت تمنا ہرا ہوا
فینیم۔ ماسٹر برجن دیال کا یست سروا ستو خلف منشی گجاد ہر رشاد مختار
لکھنوی ساکن محلہ بنگریاں ٹھاکر گنج۔ آپ کے بزرگ دیوان کا منشی رام
قالون گوپر گنہ سرکھو جاگیر دار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گرزے
میں۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں تعلیم فارسی و ہندی
منشی شنکر لال خلف منشی جگناتھ خوشتر۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل
کی علم نجوم میں بھی دخل ہے خیر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ کتاب
سری کرشن جنم کے مصنف ہیں ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔

ہم اپنا دل سمجھو میں اپنا دل سمجھو ہیں
ہم اپنے دل کو اب جڑی مونی بھل سمجھو ہیں
فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں
کیا بیوا فقیر ہے کیا تاجدار ہے
ہو تفاوت عباد اور معبود کی تمیز میں
بڑھ گئے احباب شوق میں دل مقصود میں

ہم سب سے باغبار کاررواں دیکھا کئے

امید کیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی واپس نہ تیرا یا جھٹک کر بھی کہاں سے
ڈوبنے والی کونکے کا سہارا ہے بہت میرے دل کو جو گئی تسکین تھاری یاد سے

عیش و عشرت سے کوئی جا خالی نہیں ہو لے فہیم
باغ میں بہتے ہیں گلِ شبنم کو گریاں دیکھ کر
فیض - بابو جگنا تھ پر شاد صاحب اکبر اسٹنٹ کشتہ و ہمت بندوبست
ضلع ناز شاگرد ویم مرحوم - آپ نے ایک تذکرہ شہزاد بھی لکھا ہے۔ عمر تخمیناً ۶۰
برس کی ہے ۱۹۲۲ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری میں نو جوانی کا چاند ہے صبحِ زندگانی کا
قصہ مرگ کوہ کن بھی ہے ایک ٹکڑا مری کہانی کا
شمعِ رو رو کے کہتی ہو مری تربت پر ہاں اس قبر چھائی ہوئی حسرت کیا ہے
دیوار کا سینے کے سنگفہ کوئی پھول اوپر کول انسرہ کی نیت کیا ہے
فلکِ نشی لال چند سابق اڈیٹر تہکاری انکے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے
نام سے ۱۹۲۵ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دہ جونیکو بکچر دہنے والے ہیں خراجِ طاعتی ہو گلشن میں ٹوٹ گل کھلنے والا ہیں
باغ سے صرصر کا جھونکا آشیاءِ بیگیا عندلیبوں کو قفس میں آئے دانہ لیگیا
فہمی - جناب فشی گنگا پر شاد صاحب خلف اکبر فشی شیو پر شاد صاحب دہری
لکھنوی کا بیست و یک سینہ خلف فشی سو بھارام صاحب و صفی آپ کا تخلص پہلے

۱۰۲
 مہتر تھا بمقامِ چرکین کھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا
 کی چنانچہ آپ نکایہ مصرعِ زباں زد ہو سہ میں مہتر ہو اٹھا کر پھینک دیا کچل گئے
 عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت قضا دیکھ لینے دے صورت کیسی

قابل - بھیروں پر شاد حیدر آبادی شاگردِ ثاقب کھنوی
 دیکے خاٹنے زبانی بھی یہ کتنا قاصد آپ کا خیر طلب خیر گمال اچھا ہے
 قمر - منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھ لال صاحب عمر ۶۴ سال کھنوی -
 پیشہ ڈاکٹری -

دوغن گل کو جلا دیتے ہیں محل میں حراغ
 آپکی خلوت سرائیں کیوں صبا ہو بارِ باب
 غنادل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے
 آنیوالی جانیوالی کو چہ وہ بازار کی
 قمر - بدری پر شادابی - لے دیکھل گورکھ پوری - شاگردِ دویم -

چلتا ہوا توجام بلوریں بھی باغیں
 قیصر - منشی شیاام سند رک رک جزل پست آفس حضرت گنج کھنوی -
 تھیں میں جان ڈال دی جوش بہار نے

سہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے
 بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں ہوں مجھے
 اقربا وہ جو بھی یست یثیم بھرتے تھے
 بعد مر نیکی کریں دے لے خاموش مجھے
 سامنے داوڑِ محشر کے وہ شرمندہ ہیں
 اسی زباں نے بھی دے شرمِ غلاموں مجھے

۱۰۳
 قمر۔ لالہ بہاری لال صاحب تعلقدار پنج مجسٹریٹ بسواں
 اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو صورت آئینہ حیراں سکندر مہوتا

کمر خشن۔ ڈاکٹر پرہلا دکر شن شراد ہلوی
 سارا ہا ہو کوئی گلزار آنکھوں میں نہ کیوں ہو چج گلونکی بہا سا آنکھوں میں
 جو کوئی آئے تو تشکل منزع کی آساں ایک ہی ہو مری جان زار آنکھوں میں
 لکھدیا جو کچھ کہہ مت میں اے منطوق ہے کاتب قدرت کا ہم سکو گلا کرتے نہیں
 کنھیا۔ رائے بہاد کنھیا لال صاحب زری مجسٹریٹ و صدر زرا پنچ کانپور
 کیوں نہ مر جاتا مریض غم سیاں دیکھ کر رو دیا سب گھر کا گھر انگو پشیاں دیکھ کر
 خواجہ کشتگان ناز ہو عبرت کی جا فاتحہ تم بھی پر ہو گور غریباں دیکھ کر
 کشتہ۔ بابو اودھ کشور پرشاد صاحب کشتہ بی۔ لے ایل۔ ایل بی کیل
 و مینویل کشر خلف بابو بندیشری پرشاد کالیست ساکن موضع پروہہ
 ضلع گیا۔ شاگردیش گیاوی۔ و حضرت نوح ناروی۔

اتنا شہر ہے ماہ کا دل کا لیکن اک داغ ہو مرے دل کا
 پھول برسائیں وہ رقیبوں پر میں تو کاٹھا ہوں انکی محفل کا
 ہل مفلں سمجھ کے اے کشتہ کوئی گا کہک نہیں مے دل کا
 کشتہ۔ منشی جگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد تحن جلالپوری

کیا عبادت کو وہ اُن وقت تزعج ^{۱۰۴} اپنی حالت وید کے قابل نہیں

گلشن۔ راجہ جیالال بہادر۔ رئیس عظیم شہر لکھنؤ بخلے اے بھوانی بخش صاحب قوم کا لیستال چودھری سابقہ تعلقدار مرضی نگر ضلع اودھاؤ۔
 عہد حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعد
 سر دفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کو بزرگوار برابر دربار شاہن اودھ
 و شاہان دہلی میں بعد جلیل القدر سرفراز رہے۔ آپ کا سال ولادت
 ۱۱۷۷ء اور سال وفات ۱۲۶۷ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

پچھلے راجہ جیالال متقبل سر اے موالیہاں اور ایک بے بغ متعل علیکن
 آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں بہرے کی عین اتھال فرمایا
 نام تیرے جو رشن مطلع دیواں ہوا ہر دق خوشید کا مانند فشاں ہوا
 نشی قدرت کے مدح نہیں اور گلشن تو ہر یہ بھلے چاک تیرا نامہ عصیاں ہوا

بہار آئی شگوفہ پھولا کھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
 کہیں تماشا ہو یا سمن کا کہیں نظارہ ہو نسترن کا
 جو یاد آیا دور دے رنگیں ہو ان اکھلے شک خنیں
 کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرن کا
 سر زستہ دلکو زلف گرہ گیر سے ہوا دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

گلشن - دیدان منشی را دھ لال کو ل کشمیری عمر ۵۰ سال نہیں لاہور
 پوچھو نہ ہے کون ہیں اور ہم کہاں کو ہیں مشکل فیہ سوال ہیں جہاں کو ہیں
 گو تھر - بھوانی پر شاد ملکتوی ضلع گیا۔
 کھولے میخانہ کر باب کرم آراستم لطف سہ سانی موکلفام کا برساتیں

پچھن - منشی لمپن پر شاد صاحب چاند نگر ی۔
 نرادیان میرے دل پاک میں ہو قصود ترا چشم نمناک میں ہے
 یہ افنی اتما شاہے قدرت کا تیری زمین پر ہو کچھ اور نہ افلاک میں ہو

ما دھو - منشی ما دھورام جگی ولد لالہ گنگا پر شاد بھگت بکینٹہ باشی قوم کا۔
 سکینہ - علم نجوم حکمت - علم موسیقی سے واقف ہیں - جد امجد دیوان دہلی
 والد دیوان نواب مرشد آباد تھے - خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں
 بخشی الملک کے عہد پر ممتاز تھے - اس وقت عمر پچانوے سال کی ہے
 آپ کا شمار قہرا میں ہے ۔

بلا اپنا نہ دلبر کب کئے امتیاز میں تیرا دیوانہ اکثر جا بکتا ہو گیا میں
 جگرے دیو لے چم پر اکھوں ٹرگاں پر یہ بکلتے اشک غم خیز تھو دنگ دانا میں
 محسن - دیوان امر ناتھ - امر تسری - امرت سینا اور شاہی سینا کے مالک ہیں

علم دوست اور ادب آردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی
 ذات سے گرانقدر ادا دہتی رہتی ہے۔ بزم آردو امرتسر اور منروالاج
 کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ شوق شاعر ہیں عمر تحفینا ۶۰ سال۔
 دام صد انکار ہو ہر عقدہ ہر شکل مجھے اب رہا کرے طلسم ہستی باطل مجھے
 دارِ فانی کی مسافت ہو قریب اجتنام آسجی یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے
 قیس ہوں دیدار الٰہی حق فطری ہو مرا اک نقطہ صدا دہ ہے پیرہہ بھل مجھے
 مائل۔ منشی دیبی پرشاد صاحب مین پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ شوق شاعر ہیں
 ہم تو کچھ کچھ موعجے ہیں خورِ مشق جفا نختیاں سہمہ کر دل موعجائے تپھر اور بھی
 ہائے نیشنا کسی کا مجھ سے وقت انتظار مرز ہیں تیرے سوادِ دنیا میں مجھ پر اور بھی
 آج وہ محشر میں مائل بے نقاب آئی کو ہے پہنچائے دیکھے محشر میں محشر اور بھی
 ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوٹہ ضلع ہر دوی شاگرد جگر سوانی
 اور کھل جاتے سرور کہ جوہر اسکے خون میں میرے جو ترابجا خنجر ہوتا
 مائل۔ لاجپت سنگھ داس صاحب دہلوی آنکھ چھپکا نا ہو بامِ عشق آتے ہوئے
 خورِ فنا ہو جائے انسان پھر صال یا کر گیا پھر کوئی دیکھ گیا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے
 آنکھوں آنکھوں میں گلہاں بن گئے آجاؤ تو کہیدو پھر کوئی دیکھ گیا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے
 محشر جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیست۔ سری داستو،
 گور کپور دی۔

۱۰۴
 فصل گل آذہی مٹکاسیاں ہو جائے
 محروم - منشی لوک چند صاحب محروم بی۔ اے بیتوطن عیسے خیل ضلع
 میانوالی۔ پیدائش ۱۸۸۷ء عمر ۴۲ سال۔

جب تراجلوہ رخسار نظر آتا ہے مجھ کو اک عالم اذہ نظر آتا ہے
 اسکی تدبیر بھی ایسا چارو گردہ کہ نہیں دیکھے آئینے میں رنگار نظر آتا ہے
 حشر میں سرِ لطیف جھکے کہا رحمت نے مجھ کو شخص گنہگار نظر آتا ہے
 نظر آتے تھے کبھی خاریں جلوہ گل کے پھل بھی اتوں مجھے خاں نظر آتا ہے
 نوجوانی میں تیرے زہرے یزدی محروم ہو نہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شعبہ

دہی شام دھندلی دھندلی دہی رات کالی کالی
 دہی خامشی ہوا میں دہی بدلیوں کی جالی
 دہی تنہ پھیک پھیک مریے ساتھ روئے والی
 دہی میں دہی مراد دل دہی مشورے خیالی
 شب غم بڑی بلا ہے شب غم بڑی بلا ہے

محبت - منشی برج بھوکن لال - چتر گپت منشی سری داستانویہ دوسرے
 کالیست - خاندانی لقب گیارہ دھاری عرف جگدھیا چھتری دان ولد
 منشی بھیروں پرشاد سبکینہہ باشی ساکن قدیم دریا باد ضلع بارہنگی اووہ دلاڈ

۳۰۸ء تلمیذ نظر گھنوی۔ ابھی کسں تھے کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔
 غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ ۱۹۲۰ء
 تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف و تالیف
 مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔
 فیاض اصحاب کی قدر دانی رُوسا کی علم دوستی ذریعہ بسراوقات ہے۔
 نشر میں تاریخ درآباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع
 ہو چکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۷۰ سال کی ہے۔

اُنٹھے گر چشمِ ظاہر بے پرو خودمانی کا نظر آنے لگو ہر چیز میں جلوہ خدائی کا
 جہاں ساز و سماں پر نہونا چاہئے نازاں جب اپنی موت پر قابو نہیں دنیا میں انسان کا
 چہیت جہیں انکو کہے دنیا میں قرار؟ ایک جا سا یہ بھی رہتا نہیں دیوار کا
 جو عالی طرف ہوا انکو نہیں فکر تن آسانی کہ غیر دل فرسے کیواسطے ہو جام گردش
 وہر میں کم مایہ کو نخواست شایدتی ہر دین دفتر جیسے محل سے کوئی قطر خشک ہو
 خود فراموشی عالم ہو طلسم قدرت آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھل گئے
 مخلص۔ مائے آنند رام ولی کے رہنے ولے فارسی میں مرزا بیدل اور
 خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اردو بھی کہتے تھے نہایت قابل
 استاد تھے۔

دھم آٹنے کی کسی گلزار میں پڑی ہو ہاتھ ارجو کا پیالہ زنگس لگو کھڑی ہو

۱۰۹ مذاق۔ پنڈت شیو زاین صاحب شرما دید راج دہلوی
 اگر کھانے میں غریب تھے تقدیر کو کھڑے تو وہ تدبیر کو جس میں تو قیر کے کھڑے
 قیامت نہ نہیں ملو کہیں تو قیر کے کھڑے کہو ہیں کیا مری تقدیر تو تدبیر کو کھڑے
 مجھے ہیں کھنچو دل پر اداؤ ناز کے لقمے اسلانیہ میں کہ لو بھگارتی تصویر کو کھڑے
 مسکین۔ لالہ گنج بہاری لال صاحب کا ایستہ سکینہ ساکن مدھو تحصیل
 جھڑ گڑھ ضلع بارہنکی میں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے کہ نہ
 مشق شاعر کے سلسلہ ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

وہاں جب وہ غیر ملکی محفل میں بیٹھے یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا
 پیام اجل سے نہیں کہہ سکتے مجھ کو وہ منہ پھیرنا ہائے ہنس کر کسی کا
 مسرت۔ لالہ گورشی سنگر کا ایست ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ تینہ حکیم فدا احمد
 دانش لکھنوی ۴۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

تجلی تھی دیکھیں جس سو موسیٰ کو عشق آیا تھا مجھے بھی دیکھنا ہو سوسے کو طور جاتا ہوں
 مقبول۔ لالہ حبیبکہ ریلے خوشنویں ولد چینی لال خیر آبادی ساکن لکھنؤ ایک
 فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد مشی مینڈ و لال صاحب زار

بہت کھلایا گنگا گل گر حوں سلامت دیکھا ایگیا ابھی کیا کیا بہار دل میرا
 منکر۔ رام بی نام غلط لالہ سورجی چودھری۔ دطن نقبہ دریا باد ضلع
 بارہنکی، سکونت حال راولی ضلع بارہنکی، ذریعہ معاش تجارت ہے۔

۱۱۰
 بی سارے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیکچر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون
 پڑھ رہے ہیں بشاگرد خباب آزاد لکھنؤ عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا ہر طرح مرغِ روح کو مجبور کر دیا
 منزل کو ہم قریب پہنچ ہی گئے تھے آہ خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا
 اسرارِ وحدت اسباب آئینہ ہو گئے جنسے کہ دل سے داغِ دلی دور کر دیا
 منظورِ نشی بشیرِ شاد خلف ملک الشعرا نشی دوار کا پرشاد افقِ ابنِ نشی
 پورن چند دترہ بن نشی آئیشری پرشاد شاعری سال ولادت جولائی ۱۹۱۷ء
 عمر ۳۳ سال قوم کالیست سکینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے
 تھے پھر نشی نظر کے شاگرد ہوئے اب نشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔
 خاندانی شاعر ہیں تیور برس کی عمر سے مشقِ سخن جاری ہو۔ انگریزی ناول کے
 ترجمے بھی کئے ہیں نچل نظمیں زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مقاب
 ہو۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہیں ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام
 شائع ہوا کرتا ہے رابعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہو

کمال خود شناسی طائے زندگانی ہو فانی الذات چو با حیات جاودانی ہو
 کوئی کیا مانے سمجھے اس طلسمی کائنات کا مری ہستی میں مضمر ایک نیکو معانی ہو
 مرنے مرنے بھی ہو کچھ زینت کی خوشناتی اہل دنیا کو ذرا غیرت انجام نہیں
 مرتبہ جانِ دینے سے حامل ہو گیا سونپ پروانہ فروغِ شمع مغل ہو گیا

اسقدر محو فریب آرزو دل ہو گیا
اب تعلق چھوٹنا دنیا سے شکل ہو گیا
کیوں رہ رہی جاوہرِ غماں نہ کیجئے
اس راہ میں نہیں ہیں گردِ مفر کا نام
عشق تھائے روح ہو عشق غذائے روح ہو
جو نہیں دہر میں لطفِ حیات نہیں
معموڑل ہو اسکی تجلی سے آج تک
موجی فشی موجی رام خلف دیوان چھتر پت لکھنوی ملازم بہار الدولہ
امیر الملک نواب حسن علی خاں خلف نواب سعادت علی خاں شاگردِ مصحفی نامی
گرامی استاد صاحبِ ملازمہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دکھ لی
حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی
دلکے آئینہ میں ہو تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی
مومن - پنڈت مہن لال صاحب سکندر آبادی عمر پچھننا ۲۰ برس
مکان کے ہر کو تعلق نہ لامکان سے ہیں
جہاں ہو جلو ترا ہو غرض ہاں ہیں
سرخ ملک یا یہ تیرے نشان سے ہیں
تھیں صید کیا تیرے کہاں سے ہیں
تمام عمر اسی آرزو میں خستہ ہوئی
مومن - مدن مہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔

فلک کو تھی یہ تاملے مٹا نیکی
چمن میں غل بھی چھوٹی نا شانیکی
وہ عاقبت میں ہو کام آئے مومن
میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیگیا نیکی
منت - فشی رام دیال صاحب تلمیذ نور میر غٹی

۱۱۲ نہ دیکھو گرجہاں کچھ دہنے والو جابدا نکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ
 مہتاب مہتاب دے صاحب۔ دیکھا دہتم متفرقات خانگی سترقا لامرا
 شاگرد نائب

حد پر سنی ہو ہی حسن ہر اک چہر کا ہو میل اچھا ہو زیادہ نہ ملال اچھا ہو
 ہنس کے بھلی کو گرا نیکی نہیں شوق ہو خوب رو کے برسانے کا منہ ہم میں کمال اچھا ہو
 قہر۔ باد نرائن پر شادود۔ جانشین فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی۔
 عمر خمینا ۵۰ سال ریاست گویار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں۔ نہایت
 خلیق۔ مذاق صحیح رکھتے ہیں پاک دیوان اور ایک شہنوشی طبع ہو چکی ہو
 ملائیکہ قیامت میں کیونکر ہو قیاس ہو کہ یہیں اشد نے رکھا کہیں نہ کو کہیں ہو کہو
 سہا ہو تمہارا حسن جسد کا نگاہوں میں زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسین ہو کہو
 اکی چھوڑ کر دنیا کو ہم محبت میں کھینچیں جو ملنا ہو ہاں ہو کہو وہ مل جائے یہیں ہو کہو
 قہر حکیم سورج کنول عرف دو محل خلف حکیم چنداس نخلص پر شاد ساکن
 دولت نگر کسٹلے گجرات عمر ۳۰ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت
 ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے صدر کے زمانہ
 سے گجرات میں سکونت اختیار کی۔

چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جیس تیرے لئے اس بڑھ کر تجھے امید وفا کو نہی ہو
 کیا اختیار ہو میں مہستی کا اپنی مہتر ہواک چوں غجب یہ سرور گنزار کا

۱۳۳
مست۔ بایزند کشور لال ایم لے۔ ایل ایل بی۔ رئیس دزمیندار کوئل گیا
قوم کا یست۔ عالم شباب سے ذوق سخن تھا۔ اردو کے محقق تھے علمی اور
لگی کاموں سے بہت دلچسپی تھی شاگرد اکبر دانا پوری ۵۵ برس کی عمر میں
انتقال فرمایا۔

اٹھابھروسے تو آنسو ٹپک پڑے بیچ ہو کہ مینہ برسے گا جب تک گھٹا نہ ہو
میکش۔ منشی جانکی پرشاد صاحب ولد منشی بر جلال ساکن قصبہ جالس
ضلع رائے بریلی ولادت ۱۳۵۷ء۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملنا تھے
صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قنوج سے جالس آئے بادشاہ کی طرف
سے چوڑاسی موضع اور خطاب رائے چودھری مرحمت ہوا۔ فارسی اردو
بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اردو فارسی کے شاعر ہیں۔ رامائن نظم اردو۔
ایزداد نامہ بطرز خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں۔ فن پارچہ گوئی
اور قصیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اس وقت ڈل اسٹال اور کھا صنیل
رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل بخور کا
میں عالی حوصلہ ہوں میں نظر و نہیں فلک
دائے اسپند ہو بیضہ ہو یا عصفو کا
بار غم پڑتا ہو جسکے سر اٹھاتا ہے وہی
کام کچھ اس میں نہیں حال کامزور کا
ہم ہیں بیش لالہ دگل سو ہیں جو کام کیا
موسکے سر پہ ہو گویا بار کوہ طور کا
ہو نقطہ درکار ہم کو باغچہ انگور کا

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
 شمال زیر عظم شب روز رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم
 میکش۔ سروپ نرائن بجزوری خلف منشی لکھی نرائن رئیس بجزور تعلیم انگلش
 ایف اے تک اردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں کلکٹری پٹی جیت
 میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار۔

وہ کاشچہن بنکے مئے لیں اسکیں کد کد کوئی در سے محروم خواب ہو
 میکش۔ منشی سورج بھان ساکن تھانہ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ۱۹۱۷ء
 تک بقید حیات تھے۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا تو شہید ناز کاتل نہیں
 تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ یاد رکھو اس سے کچھ جاہل نہیں

ن

نآز۔ لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی لاوت
 سن ۱۹۰۷ء عمر ۳۴ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرس تک۔ اسوقت اخبار
 پرتاب کے اڈیٹر ہیں۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شائع کرتے ہیں
 کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے۔

مخل ہست و بود کو جسے بنا دیا موت میں فضائے عشق میں سو نیکتیاں زہوں
 مجھے ملی تنگننگی رنگ گل جنوش کو غلڈ نمود میں کیف طرب طراز ہوں

۱۱۵
 چاؤ گروس کیا غرض چاؤ گروس کام کیا
 دُر دل خیریں کامیں آپ ہی چاؤ ساز ہیں
 نادان۔ اکھوری پر آب و تہلہ اکھوری گردھاری لال صاحب وطن موضع
 وھوری ضلع گیا قوم کالیست مختار ڈالین گنج تلمیذ سرپرکار بری سلسلہ ۱۹۳۲ء میں
 ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور دہی بھڑ
 گیا ہیں۔

اتور و تا ہوں جس میں نادان دل لکھا یا بخت ادگی کے لئے
 ناز۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی
 ہو گئے راز آشنا وہ مجھ کو گراں نہ کھیر
 آنسوؤں سے تر تبر دامن شرکائے کھیر
 دلی باروی کا عقد مجھ پر روشن ہو گیا
 آنسو نہیں آج رنگ سخن اراں کھیر
 کیسے کہی جانے کو کھڑے نہاں ہیں ریخا کھیر
 کانپ اٹھتا ہوں سوتے گور غریبان کھیر
 ناز۔ سردار بسنت سنگھ

ایسی بھی چند گھڑیاں تھیں میری ملکی میں
 برون جاپوں جنگوں میں یاد کر کجی میں
 آیا ہوں بھیک لینے صبر طمانیت کی
 شکستیں سونو والا دنیائے خاموشی میں
 مجنوں بنائیولے اک اور یہ عنایت
 آباد کر مجھے بھی صحرائے بنیادی میں
 ناشاد۔ پرنسپل رام پرشاد گھوسلا۔ ایم۔ اے۔ ای۔ ای۔ ایس۔ اور حال معلوم نہ ہو
 لیس بھری ہیں حسرتیں کلم ہو بھرا لگا ہوا
 دھڑلے جگتیں ہو ایں بھری ہوا
 چاک جگر کی ہو صد ائمہ مرغ گلستاں
 بے نل بڑھتے ہو گل کی تنہم سے عیاں

حسرت یا اس کا ہر رنگ نخل انبساط میں غم کو خوار کی جھلک جام مے نشاط میں
 خند گل ہر عارضی اور ہر عارضی بہار آئی خزان تو پھر وہی سخن چین میں خارزار
 صد غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہر چوچہ عیش و طرب کی بزم میں باد غم کا ہر سرسبز
 بروج مانگی رو میں ہر مرغ چین کا آشیان فضل خزان کا منتظر رہتا ہر صحن گلستان
 بھولا ہر کیوں جہاں کو حسن دیکھ کر ناز میں خاک نشین ہو سر جھکا درگاہ بے نیازیں
 نامور منشی رام دیال برادر منشی مینڈولال صاحب زاد لکھنوی شمشادہ عیس
 انتقال کیا صاحب دیوان تھے نکلہ نوبستہ میں بستے تھے صاحب ملاذہ تھے۔
 ملک الموت نے مارا نہ قضا نے مارا ہیکو تو ایک شکر کی ادا نے مارا
 نامی منشی دیبی دیال صاحب عدت منیب جی لکھنوی شاگرد غالب بلوئی اکبر پورہ
 ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا
 کبھی صبا سے معطر نہو گلوں کا داغ ، طوائف تیری لگی کا اگر صبا نہ کرے
 روتا ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسمان طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی
 توڑنا پھولوں کو گلچین کبھی گلشن میں نالہ بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں
 نامی منشی روپ کشور ولد منشی نندلال سہارنپوری تلمیذ شکرلال ستاتی۔
 سکندر آبادی وغریب سہارنپوری عمر ۷۵ سال قوم جینی ماجن
 فارسی دانگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع
 نعتیہ ضرور ہوتا ہے

۱۱۶
 آیا جو نام پاک محمد زبان پر ، صلی علی کا شور ہوا آسمان پر
 فنا کرتا ہو خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا
 مٹاتا ہے جاہوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

بھی جاتی ہو عمر کی کشتی نا خدا کا پتہ نہ ساحل کا
 ناناک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ بہورن ٹولہ عمر ۳۲
 سال شاگرد پیارے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا
 متن برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے
 امام باڑے میں ربیع الاول کو پڑھا جس میں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا
 مرثیہ مولانا سید تقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا۔ مجمع کثیر تھا ہند
 شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفر نگر کی نمائش میں شہسوار کو مشاعرہ
 ہوا اس میں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یا نذات عشق فانی واں حسن جاؤانی موسیٰ نہ سمجھے اتنا کس سے مقابلہ تھا
 اسکے بعد اور بہتے مشاعرہ میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے آرائیں
 آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم اپنی فتح جن کے ہیں آپ ہی پرانہ ہم
 ہم سے زندوں کو نہ سمجھے کوئی مجبور نشاط پاس ساتی ہو دگر نہ لوٹ لیں غیاں ہم
 محدود زندگانی دنیا ہے اس قدر ہر سانس پر گماں ہو کہیں آخری نہو

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبردار
جو ہوا اور ہوگا جو کچھ سب تھا کام ہر
سایہ ہے اسے لیلیٰ محفل نہ سمجھنا
میں نہیں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہر
تم حجابِ نور سے باہر تو آ جاؤ کبھی
بے تامل سجدے میں گزرا ہمارا کام ہر
اب میں نہیں اور جلوہ طوڑیہ ساز ہے
موسیٰ بھی ساتھ ساتھ ہیں یاد کیلئے
عشقِ دیباچہ شوقِ دیباچہ پیچہ
انتہا یہ ہر کاب جو لفظ ہر افسانہ ہر
ناچیز۔ ٹھاکر کلیان سنگھ خلیف ٹھاکر مکن سنگھ میرٹھی شاکر دقلق میرٹھی پڑھوئی
دبی۔ ایس۔ ہائی اسکول عمر ۵ سال کہنہ مشق خلیف اور با اثر ہیں۔
استفادہ اس قدر ہے نلاؤ سو مجھے
شامِ عم آسان ہو جاتی ہر مشکل سو مجھے
دیکھنے قابل تھی دیباچہ غرقانی مری
آرزوئے دیکھگیری بعد سا جل سو مجھے
نالال۔ ماسٹر گور بخش سنگھ ولد سردار سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت
۱۸۹۷ء عمر ۳۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاتی سنگھ مہاراجہ گجپت سنگھ
والی جنید کے حقیقی بھائی تھے۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے
عین شباب میں کثرت سے نوشی سے اتھال فرمایا جب کوئی مربی زہدِ سلیم
منقطع ہو گیا آوارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی ٹیچر نے بڑی بھی کے پاس
ڈروئی ضلع فیروز پور بھیج دیا۔ اور وہاں دیو ساج ہائی اسکول ضلع موگائی میں داخل
ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

دو استاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسماعیل صاحب فائق دھرم کوئی ٹکی خدمت میں حاضر ہو کر کتابا فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کر کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی ماہل کر کے ۱۹۲۷ء انٹرنس پاس کیا اب دیوساج بائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس باول ہیں۔

چمن اللہ مکر لٹریٹرز فاقا میری
لاؤں سنو لاؤں کو لہاؤں دل حسینوں کے
نئے گا کوں نیامیں انہی دہشتاں میری
اگر اک روز بھی فرادین د آساں میری
حافظ اللہ ہو ان سوختہ سامانوں کا
جو کر دیو پر ایسے مردہ میدانوں کا
عشق زخمت نشینوں کو کیا خاک نشین
نسیم۔ بندت دیا شکر ولد بندت گنگا پرشاد۔ کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محل
مصنف گلزار نسیم شاگرد آتش۔ ان کا کلام کسی تعریف اور تعریف کا محتاج
نہیں ۱۹۲۷ء میل انتقال کیا۔

روح رواں جسم کی صوت میں کیا کہوں
سمجھا سوخی کو اپنی ہی جانب ہر ایک شخص
جہاں گل غنچے سے کہتی ہے نسیم
مستور گر گر بار کو دیکھا تو کسا
جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا ادھر گیا
یہ چاند اسکے ساتھ چلا جو جدھر گیا
بات بکلی منہ سے افسانہ چلا
عالم آب میں بھی ہوتے ہیں سایے پیدا

نیم اس چین میں گل تر کی صورت
ہم شیشہ شکستہ میں تم کیف موج نے
صدقے اس دہکار پاک کو جس نے کیا
کل تک شمع محفل عیش و نشاط تھے
دل بدل آئینہ سے دیر و رسم
لغو و ایمانوں جانب کی سنے
دلت ہو جو پھیلا کر بشر پیش بشر ہاتھ
جب جیتے جی مرے کام آئیگی
غم نہ بن کر خود غرض ہو جائے
میت دلا کسی کی نہ اصلاً اٹھائیے
خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر
کان میں رے اپنے بات نہ ڈال
غنجے سنتے ہیں یہ کہ گلچیں کو
عہد پر میں نہ ہوئے یوں ہویش محاسن
دہر میں کیا کیا ناباب ہیں
پہنچی نہ راحت تم سے کیسے اور لذت کوش ہوئے
جان پڑی تباہ رسم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

پھٹے کپڑے رکھے ہیں پردہ ہمارا
بنیاد عیش متے ہو جسے بناؤ رنج
بہر طفل غنچہ پیدا شیر بے پستان صبح
جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر
حق جو پوچھو ایک در ہو دو طرف
اسلئے گوش بشر ہو دو طرف
یار بنے کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی
مثل ساغر اور کے کام آئے
مر جائے نہ ناز میسا اٹھائیے
روز بامداد نور ہونا چاہئے
آبرو مثل آب گوہر ہے
خار نہ گل کو باس زرد کیوں ہو
صبح کو جیسے مسافر ہو منزل خالی
کیسا درویش سچا آشنا
پہنچی نہ راحت تم سے کیسے اور لذت کوش ہوئے
جان پڑی تباہ رسم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

نشاط۔ نشی سخت بہادر سبوتی تلمیذ جگر سبوتانی
 نہ کچھ عرش پر ہے نہ فلاک میں ہے غرض ہے جو کچھ وہ اسی خاک میں ہے
 وہی بھول میں غار میں بھی وہی ہے وہ گلشن کد خس اور خاشاک میں ہے
 بشر جان دیدیکے ملتے ہیں اسمیں کشتش کو کسی ہائے اس خاک میں ہے
 نشر۔ سرداری لال صاحب میر بھی عمر ۳۰ سال
 ضبط میں بھی موگئی سوائیوں کی انتہا اب تو اک لک شاک غم طوفانِ اماں چاہے
 نرمل۔ آٹھ رام شرما ولد بی بی شرما۔ وزیر پکڑ پھر کر رہا ان اسکول ڈاکخانہ
 بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

آتش غم سے میں جل کر لگیا جلیکس رہے ہیں قبر وہ یہ تباہی دیکھ کر
 نظم۔ رائے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارت فوج حضور نظام
 تم کئے جاو چھاؤ نہ چھائیں ہر روز ہم ہی تھے کہ جاؤ گئے حال چھا ہے
 نظم۔ نشی کٹ بہار لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔
 عمر تخمیناً ۲۵ سال نوشق شاعر ہیں۔

باز ہے وہ صے سوا حزن پر اپنے آنکو وہ سمجھتا ہے حسینوں کے ہو دنیا خالی
 نظم۔ راجہ رجن لال بکینٹہ باشی شاگرد مینڈ دلال زار لکھنؤ
 چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو ہم اگر چاہیں چشم پہا بھی دریا ہو جائے
 نظر۔ نرسنگہ پرشاد گورکھ پوری بی لے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ اشتم

۱۲۲
 لطف میں فطرتی تہم منظر کو ہمارے رنگ سے آب نقرہ کا آب میں آبشار کے
 نظر نشی زوبت رائے ولد واسٹر الفت رائے کا بیستہ سسیدہ ساکن محلہ ناز گنج
 شاگرد رشید آغا منظر صاحب منظر لکھنوی مصوبہ بے بدل تھے اور اس فن کو
 منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے
 شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے منشی کھنولال تائب کی
 تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شائع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر
 رسالہ ادیب کے ایڈیٹر ہو کر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کر کے
 لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر اوہ اخبار کی ایڈیٹری ملی ۵۰
 برس کی عمر میں طاعون میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مینا ملک شاگرد
 رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا
 نے بے انتہا دی۔

یا دل ہو مرا یا تر نقش کعب پا ہو غل ہو کہ اک آئینہ سر راہ پڑا ہے
 اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔
 ترع میں دیکھا جو انکو اپنا پاس آؤں گئے اک اے اکاؤنڈ ہاتھ تھرتے ہوئے
 ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں یہاں مرتبہ نہیں پایا جو انکو
 حاصل تھا حقیقی الفاظ کا بید شوق تھا۔
 ہنسا ہے داغ جگر پر تھر ہے بھول ان کے ہاتھ کا توڑا ہوا

سر عنارات کو پروانوں کی کیسا کیسا
 دلوں کو سر پہ کہ پہلو ڈھونڈیے تقصیر کا
 دم بھڑوں کیونکر نہ آہ سرد بے تاثیر کا
 بیل تصویر ہو نہیں گلشن تصویر کا
 بجھ گیا شعلہ چراغ خانہ زنجیر کا
 پیر ہن خشک رہا صورت گوہر اپنا
 آپ میں حشم تماشا میں تماشا ہوتا
 کیا مسافر ہیں کہ جگہ نہ وطن یاد آیا
 خندہ بیجانے عینوں کو پریشاں کر دیا
 وحشت دل نے بھری مغل کو دیراں کر دیا
 آنسوؤں کے دونوں کو پشیمان کر دیا
 ہر وہ اک جو ہر مے آئینہ اور اک کا
 کیسا حال خود پناہ مرا وہ زبان نہ کر
 عینک بناؤں ڈھونڈ کے چشمہ حجاب کا
 قیامت میں نہ کالوں میری شور و غش میں
 خوشی وادیں بھلائی ہیں امان لگوں میں
 صورت حرف غلط کر دیا زائل مجھ کو

مطلب لکالب شمع سے پایا نہ جواب
 یاد آتا ہر مزہ کس شمع کی تیزیر کا
 جا کر ٹھنڈی ہوا وہ چین کو سوڑتی ہیں
 محویت چور ہوں داغ حسرت کچھ کر
 مر گیا زنداں میں جب میں جوشی آتش نفس
 عشق ذوالاکھ دے قلم غم میں غوطے
 منزلت اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی
 اہل دنیا کو کسید نہ ہوتی فکر عدم
 کون رہتا ہر مذاق بے محل سے مطمئن
 اس پہلے اک پرستاں تھی مری ہم خیال
 ہو ہاتھ اٹھائے انسو عین خلوت میں دلال
 راز جگہ فلسفی کتب میں ہفت اخلاک کا
 وہ ان گور کو جیس نہ سمجھو پوچھنے والو
 نقطہ ہے عالم فانی کی مجھ کو سیر
 مائل بھڑوں میں غد فدا کو مہ گذرا
 سرے دہریں مہاں نوازی بھی عجبت ہو
 آخرش کز لک غم نے ورق ہستی سے

یکس انداز سے ہکو مٹایا نا امید بنے
 دو چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا
 معشوق بمریت اجاب خود غرض
 یہ عارفوں کو نفس کشی باعث حیات
 نکم۔ لالہ بلدیہ سنگھ دہلوی۔

غخوں کو لگ ہی ہو دنیا کی ابت میں
 ایسا نہو نیادہ ہو اور گل کھلا میں
 نہال۔ کنو چندی سہائے صاحب خلت راجہ جیالال گلشن۔ ر میں شہر کھنڈ
 زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں نواب عاشور علی خاں
 بہادر سے بلند رکھتے تھے۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۶۵ء اور سال وفات
 ۱۸۶۵ء ہدفن خوشنویسی کے استاد کامل تھے۔ طرز سخن حسب ذیل ہے۔

لکھا جو وصف دہن غیب کے ندا آئی
 جو غلبند ازل کا ہوا چمن میں خیال
 غرق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی
 بہار گلشن ہستی ہو قائم شادی و غم سے
 چمن شوقی ہو عاشق نہیں اس کا پیچھا ہو
 نہال سکے کرم کی بار بار ہنگام تیرا بھی

عدم کا قصد کیا تیرو دلیس کیا آئی
 نظر گلوں میں عجبان کبریا آئی
 خدا سے شرم نہ کچھ کچھ کو ناخدا آئی
 جو گل خنداں ہو گلشن جرتی گراں شمع محفل میں
 چمن میں حجب و روانہ نہ بلبل آئی محفل میں
 بچایا نہ حکو طوفاں ہو جسے عین شکل میں

نیر۔ منشی جگند زنا تھ پشاور کی خلف جہدار صاحب لالا امیر خیزہ گورنمنٹ پشپنر
پشاور۔ ولادت سلاسلہ مقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً اسی سال پہلے
خیل افغانی سے ملند تھا۔ اب جناب بسک صاحب پشاور کی جانشین
ہاجہ الشعر حضرت شاعر صاحب سے ملند ہے۔ ۹ برس کی عمر کو نہایت
خلیق ملنسار نیک طینت ہیں۔

میں منکر تو نہیں مالک خدا ہے مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے
مری تقدیر کی خوبی زانی سے زالی ہو کہ مر کے ملا سا غم تو بھی ہو کہ خالی ہو
دل بے زلفت کبھی شکوہ نہ نکلے گا وہی کلمہ صد ہو جو اندہ خالی ہو
بلا میں ہر گل شاداب کی جی بھر کر لیتی جا چمن میں آج ایوٹیل نگہیں ہو نہ مالی ہو

و

وحشی۔ منشی کرشن سہاے بی لے کھل کا پور عمر ۳۵ سال
منزل گور میں جیت کا بھروسہ کرنا سونے والے اسی تکیہ کا سہارا کرنا
خندہ برق بھی ہر خندہ گل میں مضمحل چھیرے غم جو نہ لے بیل شیدا کرنا
دیکھ دو کوچہ جاناں سے گزرنیوالے اس جگہ فرض ہو ہر گام پر سجا کرنا
ورما۔ گنگا پرشاد دور ما ساکن پربا بگڑہ مقیم ناگپور
کس طرح دیکھیں تری قد کے تانے آنکھیں تو ہیں موجود مگر نور نہیں ہو
وشنو۔ بابو شنو شنکر جیٹار دقرا کونسل کھنڈ عمر ۴۰ سال

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے جلوہ حسن دکھایا تری رعنائی نے
 وقافشی بالوال صاحب انا و عمر ۴۵ سال آپ اناؤں میں جسٹرا قانو نگویر
 فائدہ انساں کو کیا ہو کو خشت قدیر سے زور کچھ چلتا نہیں بڑی ہوئی تقدیر سے
 قطع کر دو ہیں تعلق گھر سے جُستہ تھے سلسلہ کرتے ہیں بیدا خانہ زنجیر سے
 وقا۔ راجہ شیو کمار قوم کالیست کرے سرسی باستت ساکن کٹر صنلح
 الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقائع نگار تھے۔ فارسی کا
 دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ سودا اور
 تیسرے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوئے تیسرے تلمذ حاصل تھا
 شاعری میں انتقال فرمایا۔

مشعلات و آتش تھی مری سینے میں کہ نہ کھا گیا ہاتھ اپنے جگر پر سپنا
 بدیں گزریں یہ بھی تو ہوا ہائے نصیب کہ کبھی دور ہی سو دیکھنا ہو جائے نصیب
 پہنچیت ہاتھ جو اس پائے نگاریں پر مر کہ نہیں میں بھلا ایسے کہاں پاؤ نصیب
 وقا۔ پنڈت میلارام صاحب وقالا ہوری۔
 کسکو نصیب ہے پھر طلبہا عیش جتنا ہو کون دیکھئے اگلی بہا تک
 تم بھی کرو نہ جبر مری جان اسقدر ہم بھی کریں گے صبر مگر اختیار تک
 زیبا ہو جتنا فخر کرے سرزمین ہند حصہ فقط اسی کا ولادت ہو رام کی
 ایسا کوئی حریف سعادت نہوسکا تاریخ میں نظیر سعادت ہو رام کی

۱۲۷
 جی چاہتا ہوں انکے قدم چوم لیجئے جنکے دلون پہ نقش ارادت ہر ارام کا
 وقار۔ منشی گوردیال کاپانی نویں کالیست ساکن محلہ زوبستہ لکھنؤ شاگرد منشی
 مینڈ ملال زار۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔

یہ طرفہ لکھنے کی عارضی تاہاں کی لکھتیا کہ طلبہ امتحان میں شمع کے مانند ہر تپس
 نہیں ممکن کہ پہنچے کشتی امید اصل تک ہمارا ناخدا خود غرق ہو دیاے نوحہ میں
 وقار۔ بخشی زندہ رائے صاحب لکھنوی کالیستہ ساکن زوبستہ ۱۸۸۵ء
 میں انتقال فرمایا۔

بہارِ حسن سے گلزارِ آب ہوا لبّک قطر و بناغینہ گلِ حباب ہوا
 طلب کا خط مجھے بھجوا دیتے ہاتھوں ترجم آچکا حق میں مرے عتاب ہوا
 گلہ بول کا خدا سے کروں معاذ اللہ یہی کہو گنا مجھے رنج بے حساب ہوا
 وقارِ فردوس سے جب دُعا مانگی ندایہ غیب آئی کہ کامیاب ہوا
 وہم جی۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہی خلف منشی سو بھارام و منعی لکھنوی
 کالیست تلیند آفتاب الدولہ قلع
 خالو دیار دنیا بھی مسافر خانہ ہر چاؤن کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہر

۵
 ہوش۔ لالہ شیو زائن صاحب ساکن جبرول شاگرد ایشم۔ خلف
 دیوان بیجا تھ صاحب۔

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہ تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہر باغ رضواں تمام تربت مکہ ہی ہر

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے حسینوں کی الفت کا حاصل یہی ہر
ہمدرد - بابو بشبر ناٹھ صاحب آئری محبٹرٹ و صد خر ایچی درمیں کا ہنود
عمر تھینا پچاس سال شاعری کا شوق بید ہے۔ اکثر مشاعرے بھی منعقد
فرماتے ہیں۔

بے پروا بانی پیری محبو نالاں دیکھ کر
اُت و دیوانے کا تیر و دغلمندان میں
مرزا لے کو جگہ حبیت جب ندی
بھیکے مہری شوید مہری پر سب اسیر
منفعل ہو کر پڑھا خوب خدا سے فاتحہ
ہمت - منشی منشی دھیر کالیت سکسینہ بن رائے دی دین خلعت منوال
فارسی - شاگرد نام ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی مہر نواب مہری ہا
بہت مشہور تھے۔ ساکن محلہ نوبہ کہنے مشق شاعر تھے۔ قصہ ہنس جواہر
آپ نے اُنہوں میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے
مشاعروں میں اکثر رشک ہوتے تھے ہشتادہ میں انتقال فرمایا آپ کا
دیوان علمی موجود ہے۔

۱۲۹
 اسیروام ہو کر بلبل شیدانہ کر شیون
 دود و دولت دنیا پنازاں ہونہ اعرہم
 شریک حال ہوتا کون کسکی صیبت میں
 نہانے کا و گر کون حال ہو جانا ہو صیبت میں
 ہون بچا ہو عشق موشان و عیش کی ہمت
 نہیں گنیم کار زینوی دم بھر کی فرصت میں
 ہمدرد - سزا را جند رنگہ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال -

خون ناحق کیسے رنگ نہ لائے ظالم
 ہنسر - بابو دیو کی مندن لال صاحب لالی پوری
 خاکساروں کو خدا کے لئے برباد نہ کر

یہ آرزو نہیں اصلا کہ عزو جاہ ملے
 فدا ہوں جسپہ الہی وہ رشک ماہ ملے
 ہنسر - ڈاکٹر ورن سنگلہ امرتسری چیف اوپیر رسالہ چمن عمر تحفینا ۲۰ سال

کرتا ہے کون ماتم بکیں جہان میں
 جو مٹا تا ہو کسی کو خود بھی مٹا تا ہے وہ
 ہر شمع بھی خاموش ہاے مزار کی
 ٹھکیا دارا تو کیا باقی سکندر رہ گیا

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں حکوڑاں
 ہنسر - پادے مسرتی پر شاہ صاحب گو رکھپوری شاگرد نیشم
 لے تے ہنر جو بے ہنر سکلا وہ بے نذر و گیا

دامن لحد کا دامن گلہیں سے کم نہیں
 اعرہ عید لب باغیں گلہیاں جہیز نہیں
 لے تے چڑھائے پھول کسی گلزار نے
 کیا گدگدا دیا ہے نیشم بہار نے

سوئے کچھ ایسی نیند کہ روٹ نہ لی کبھی
 نیا کوئی ستم جو بقت دیا جا کرتے ہیں
 بیکہ راحت ایسی بانی جو اہل مزا نے
 خدا کا شکر ہو پہلے بھی کو یاد کرتے ہیں

کونیا کوئی ستم گلہیں توڑا ان گلہیز کیا،
 عنادل کہیں جہیز میں اسطرح خلوت کرتے ہیں

نوٹ

تذکرہ ابھی پُرس میں تھا کہ جا بجا سب سے شوا کے حالات فرید موصول ہوئے یہ بات
خلاف تہذیب تھی کہ میں انھیں نظر انداز کر دیتا اس لئے ترتیب کے
خلاف لکھنے پر مجبور ہوا۔

آشفقہ - زنجن سنگھ آشفقہ خلیفہ بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ میں ملی
بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلینڈنار
تو زالاہ زالی ہے تری شان جفا آپ رسوا نہوا کر دیا برباد مجھے
اخگر - پر بھو دیال کا پوری تلینڈ حکم مطلق لکھنوی۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہو دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہو
آمد وقت نفس بھی معرفت کا راز ہو ساز ہستی نعمت توحید کا آغاز ہو
دل کے نعمتیں شہر میں غم کے آئینہ شک ہیں ساز ہستی کو زمانے کی ہوا انا ساز ہو

آرزو - بابو رام ناتھ پرشاد صاحب ایڈوکیٹ الہ آباد
ہمنشیں اب قصہ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ کانپ اٹھتا ہو جگر حب یاد کر لیتا ہوں
ادیب - پنڈت لچمی زائن خلیفہ پنڈت دی بی پرشاد صادق بریلوی ملو آباد
ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانا نہیں شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں
امیر - اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھکاری لال زمیندار ساکن موضع

بہرادی ضلع گیا قوم کا سیت شاگرد غلش گیا دی۔
 ہر وقت تاتے ہو جوار باب وفا کو کیا خسر میں تم منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو
 کوچہ سے تے اٹھ کے کہیں جانیں سکتا آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو
 احقر بابو دادھے شام رستو کی ایم لے۔ ایل یل۔ بی جلف بابو گھبرال
 زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۷۹۷ء اور ۱۸۶۷ء میں انگریزی و گری درجہ
 اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعد لکچرار۔
 زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت
 سلیم الطبع متین با مروت ہیں۔

جو دیا ہیں وہ بچشم و سر نہ دیا تو اُس پہ نہیں
 ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کوچہ آزیں
 تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آکر ہو جلو گر
 کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجازیں
 تو ہی گل میں ہو تو ہی بویں ہو تو ہی موجیں تو ہی جویں
 تو ہی نشو و نمو میں ہو تو ہی جملہ نقش طرازیں
 اسے غور تو کرو تم ذرا ہمہ دست کا ہو سہیلہ
 وہی ناز و سن کی ہو حیا وہی عشق اور نیازیں
 جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہو گا ضرور ہی

جو حضور قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہو گا نمازیں
شب در روز آخربے ریا ہے پائے بند رہ رضا
تہ دل سے ایک یہی دعا ہو خائبہ نواز میں

افضل۔ رائے شنکر شیا دسر شستہ دار ذکر توشہ خانہ حضور نظام دکن
جسٹن میں دیکھتا ہوں یا کی تنویر ہے آنکھ کو پوچھیں بھی اس حود کی تصویر ہے
بزم۔ منشی شیا ماچرن ولد منشی لال عرف منشی دوسری پرشاد ولادت ۲۶
اپریل ۱۸۸۷ء پیشہ مختاری قوم کالیست متوطن بریلی شاگرد علم بریلوی
آہ دفعاں میں ہجرت کی شب کچھ افر نہیں کیسی مضبتدا ہو نکلتی خبر نہیں
کمنت و دزل بھی قیامت کا درد ہو کوئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں
چشم پرم ان سے کہہ بھی جاں دزل آنکھوں نکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگی
ایک ہی جلو نظر آیا ہمیں دونوں جگہ کر چکے نظارہ دیر و حرم اچھی طرح
دل کیا جگر بھی بچا گیا برق جال سے خانہ خراب کر گیا ذوق نظر مجھے
ترقی کو شش دخت ہی کو نیامیں ہوتی تو تنزل نکال لازم ہو جو ہمت باز نہیں
بیر۔ ماہیر ندیت ہیڈ مولوی ادیش ایچ ای اسکول متیاضلع چمپارن
دیتی ہو جگو قدرت صانع کا وہ پتہ جو شے بنائی ہے مرے پروردگار نے
برق۔ پریم کمار جالندھری عمر ۲ سال

۱۳۳
 کی حکومت خدائی پر اس نے جس نے خود اپنا انتظام کیا
 تقدیر۔ بندیشری پشاد وکیل گونڈہ عمر ۳۰ سال
 چپک ہم بھر بھی حال دل نہ پوشیدہ رہا خاموشی گویا زبان حال کی آواز ہو
 تباہاں۔ منشی پرستوم دیو کپور خلع جمہور لالہ بالکنند صاحب کپور آئی اے
 ایس۔ سی نیشنل انسپکٹر شاپور ولادت ۲۲۔ جولائی سن ۱۹۰۷ء بمقام پشاد و تبتائی
 تعلیم پشاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے حکیمیت پڑھو دیا
 انجینئرنگ کلج امرت سر کے سب دوسری کی سند ملی شاگرد خلیل انضامی دہلی
 پشادی عمر ۲۱ سال۔

پاؤں پھیلائے نہ جاؤ سے زیادہ کوئی
 کاشتی ہو جسطرح کر کے وہ میرا گلا
 دھوم اس دنیا میں تھی جس تیغ جو ہر راکی
 جہانگیر۔ سردار کبیر سنگھ ولد سردار بڑا سنگھ ہیڈ ڈرافٹ مین امرت سری
 ولادت ۱۹۰۷ء تلہ شمس العلماء پرنسپل سرگودھا پولیو ابتدائے تعلیم ایسٹ آباد
 ضلع ہزارہ میں ہوئی کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے ریلوے میں
 سب انجینیری کا اعلیٰ امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر
 سب ڈویژنل آفیسری پر متازرہ کر حکم انجینیری میں میں سالہ ملازمت کے بعد
 گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکا ہے
 نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں۔

بتوں کی محبت کا ہے جز و لازم
 وہیں تویی ٹپھی مجھ کو دکھایا تیرے پیکار
 خدا جو ہے تو یہاں دید کی گدائی کر
 عجب عشق کے شہر کا حال دیکھا
 صید بھل کے تڑپنے سے غافل بقدر
 درد حرم ہیں شیخ و برہمن کی واسطے
 جہاں تحیر گھبرا گئے ایسی جلدی
 میں تھکندوں کے حسینوں کے غلاباقل
 کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملائے اس سے
 دور ساعت و دور گردوں ہو گیا
 جاوے۔ بابو جگل کشور بی۔ اے۔ کیل خلع منشی مادھو حزن قوم کا لیت
 ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر متوی سلاۃ میں عمر ۴۰ سال انتقال فرمایا
 لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا
 نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز کہ آخر مٹی میں ملتا ہو کہ جو بنا گل سے
 جو دت منشی جدو پیر سائے خلع منشی نبواری لال متوطن مان پور قصبہ
 گیا شاگرد حشر و شفق کوثر قوم کا لیت سلاۃ ۵۵ برس کی عمر میں
 راہی عالم بقا ہوئے۔

خدا سے ذرا دور ہی دور رہنا
 سوانح اصل کا پنے ہی پر ہمیں جا بجا
 جہاں کو لیکے جہاں گھر شاہ کیا ہوگا
 یہ آباد ہوتا ہے دیران ہو کر
 ایک دن کھلی گرے گی خانہ و ستیا دپر
 ہم جنکو پوجتے ہیں پتھر ہی اور میں
 محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہو
 مجھ کو بھی ایسی ہی لوگوں کا کام دیتا ہو
 یونہی اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہو
 چشم ساتی سے مروت ٹٹھ گئی

۱۳۵ طور پر برق جو چکی مجھے موسیٰ بہوش
 کج ادائی نے ٹھاری یاثر دکھلا دیا
 چلوں کے سوا ہمیں کوئی راز بھی تھا
 پڑ گئے زلف سیام میں خم آپ سے آپ
 جذب فشی راگھو اندراؤ کیل عالم نگر

دولت علم و ہنر وہ ہو نہیں سبکدوال
 نفع ہو نقصاں ہو۔ کرو کام اپنا آپ ہی
 گلشن بنیادے عالی ہنر دولت نہیں
 غیر کے ہر کام میں اچھی گائرت نہیں
 خیر رائے نہ ہری پرشاد منتظم دفتر متحدہ پیشکاری تلمیذ مولوی میر احمد علی
 وحشت دل ندنوں سی گریباں گیر ہو
 طوق گردن میں ہو میری پاؤں میں نچر ہو
 خرم۔ منشی سیتل پرشاد منصبہ ارحیدر آباد۔

ہوئی ہو جیسی کہ کن سے نمودہستی کی
 خلیق۔ راجہ دی بی داس سوم۔ تعلقہ ارحیدر آباد شاگرد حفیظ جو پوری
 فنا بھی ہوگی یوہیں ایک روز ہو ہو کر
 یز تو اگر ذرے تھے آنا ہو لے موت ضرور
 گر شب سحر میں آ جاتی تو احساں ہوتا

خمار۔ برجہوہن لال بریلوی تلمیذ ہوش بریلوی
 اٹھو جب تک نہ دھواں لہوڑاں ہوں کاشمک
 کہیں پانی بھی برستا ہو گھٹا سے پہلے
 وہ بکیں ہوں سو بار آ کر قضا
 سرانے مرے نوہ گر ہو گئی

خوب۔ خوب چند عرف بابا لال حیدر آبادی تلمیذ ہرگز عمر ۶۴ سال۔
 محبت ہے تر۔ تیر نظر سے
 نکالوں کس طرح اسکو جگر سے
 دہاتی۔ بابو ہری ہر پرشاد جنجل عرف لال بابو قوم اگر وال خلف بابو

ہری کشن داسن خیل ساکن محلہ لہری ٹولہ لکھا عمر ۶۰ سال۔ آپ کو اردو شاعری کا بید شوق ہو اکثر کلام طرافت آمیز ہوا کرتا ہے۔ کلام میں جدت و تواضع ہے۔ متعدد ناولنگ کے مصنف ہیں

بتان دہر میں یگلستاں ہو کیلئے نغمہ سرے مرغ خوشالماں ہو کیلئے
جیندگی ہی اپنی دہاتی ہو ذی ثبات عیش و نشاط کا مرساں ہو کیلئے
دنیا کا انقلاب دکھانے کی واسطے محتاج مجھ کو کر دیا دانے کی واسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہو بی غضب اچھا سبق ملایہ زمانے کی واسطے
دلبرہ ٹھا کر مہال سنگھ رئیس اور سرکٹ ضلع گونڈہ

دوسری مصیبتوں کا قائل کو سامنا ہو دامن پہ کچھ پٹے ہیں کچھ داغ آستیں ہو
دل۔ بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدر آباد سندھ کمینڈ ویر
پنجی ہو دھوم بہت جیسے لن برانی کی یہ آرزو ہو کبھی اسنے گفتگو ہوتی
کعبہ دل بتوں کی جا بھی ہے حرم پاک کسبریا بھی ہے
ریحان بھگوتی پرشاد صاحب بی۔ لے ایل ایل بی ویل۔ گورکھ پور۔
شاگرد و سیم

کیا کئے حال ہستی ناپاؤ دار کا جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے باغ جہاں ہر ہر اہل ریحان مجھ ہو عشق اسی گلزار کا
زندگینکا پرشاد کفوی شاگرد جرات دہلوی سلسلہء میں انتقال کیا

۱۳۷
 روتا ہوں چپکے چپکے آج بیاہ جسم وہ دیکھنا کسی کا نظروں پر اچھا کر
 سبھی۔ پنڈت رام سبھی ساکن قصبہ دیاری ضلع گورکھا دل تلینڈل
 دہلوی عمر ۴۰ سال۔

کوٹنا گھر ہے کہ حسین نہیں چرچا تیرا دیر ہوا ہو حرم ذکر ہو ہر جاتیرا
 سحر۔ پنڈت ہرزائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق برہلوی
 آپ سلسلہ ملازمت دیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں

تپ غم ہم سراپا عشق میں تیرے حوالے ہیں جگر پر داغ تن پر آبے سبز چھجکا ہیں
 میں اپنی موت کا خواہاں حضور ہیں تپے لب انھیں غم کی حسرت مجھ مرنیکے لئے ہیں
 سحر۔ منشی اقبال درماہنگامی۔

وئے اجل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا دلونہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا
 بچا نہ شاہ بھی اس سے فقیر بھی نہ بچا غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا
 نہیں ہر دہرگز رگاہ خاص عام ہے کچھ اس شک نہیں عبرت کا مقام ہے
 شعلہ۔ منشی بنواری لال کالیست بکینٹہ باشی برہلوی تخمینہ ۵۰ سال کی عمر
 ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا

ہمنے کہ دل ناکام سے وہ کام لیا کہ فلک پر کے فرشتوں بھی دل تھا لیا
 صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیالال گلشن ولادت ۱۲۸۲ء عساکر
 آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے انگریزی میں نائب تحصیلدار طبع آباد اور

ایک سال کے بعد ریاست گوالیار پر ^{۱۳۸}کے نائب ہونے فارسی کے اچھے
نثار تھے ^{۱۹}ع میں انتقال فرمایا۔

حب نہ اثبات دہن ٹھہرایا ہی ثابت ہوا بات جبرہ یار کی وہ غیر کی آواز ہو
مال دنیا نے دنی کی میں نہیں لکھا ہوں بندیاں روز ازل سے باب حرص آرزو
رازق مطلق کو عسرت میں بھجوائے امی بند ہو کر ایک در تو دوسرا در باز ہو
صادق جھوٹا صاحب بی لے کیل اجین متوطن بلند شہر عمر ۴۰ سال
نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا تو شہر عدم کے مسافر سفر کرنے والے
غم و رنج ماند و دودھ و حرام نقطہ ہیں تسلی مری وقت پر کر نیا لے
صاحب صاحب راے موثر خ کالیت بمثل تارنگو تھے عہد آصف لدلہ
کے شاعر تھے مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے
جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اسکے منہ میں طوطے نے
اینا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاحب راے کی طرف دیکھا انھوں نے ہاتھ
باندھ کر عرض کی

قربان کے صدقے کیا عدل کا نشان ہو جو شیر کے دہن میں طوطے کا آشیان ہو
عاصی - منشی طوطا رام کالیت بلگرامی ^{۱۲۶}ع میں انتقال کیا نہ
تربو گئی مٹی تھے لب کی شراب سے جہاں ہوں رات بھیک گئی آفتاب
عمخوار - بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور - تلمیذ

عمر گزر کھپوری۔

آسنو بہائے قبر راس گلخدار نے کیا روکے کمدامیری شمع مزار نے
غریب۔ منشی شام سند رلال صاحب گور کھپوری شاگرد عمر گور کھپوری
غور بہت بہار کو تھا اپنے سن پر شرمندہ کر دیا اسے تیر نے نکھار نے
فصیح۔ منشی رہاد فصیح منشی ساکن کٹر خدا یار خاں لکھنؤ۔

نہیں دل کوئی بھلی بیانا جو ہیں میری سائی نور نیکر چشم عالم میں ضیا تیری
نتیج اپنے ہی اعمال کو پاتے ہیں دنیا میں ہمیں آسمان ہوگی ستایش نار و اتیری
تھے اسرار انسان کی سمجھ میں نہیں سکتو جہان تک ہم پہنچے شان ہو اس کو تیری
نہ کعبہ ہو مکاں تیرا نہ تہخانہ ہے گھر تیرا جو آنکھیں میں تو دہریس نظر آتی ہو جاتی تیری
فروع۔ کنور بدری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت تہخانہ و دیر کونست مکعبہ و مسجد متاع پارسانی سب بی جا گیر غایہ
فدا۔ پندت برج کرشن گنجور جو انٹ سکریٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد
خلف پندت دیا کرشن صاحب گنجور کشمیری تم فیض آبادی عمر ۲۲ سال
اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فی الحال اسٹاڈنٹنگ
پریس لکھنؤ میں منبج ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرہ خون جگر کی دیکھئے نیزنگیاں آنکھ میں آسنو بناہن میں دریا ہو گیا
نظر آتا جو کیس دیکھنے والا کوئی جلوہ دوست بھی پردہ نمایاں ہوا

۱۴۰
 اب رکھا کیا ہو وہاں حضرت آدم بھی نہیں
 ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام ملے
 کیا مسرت ہے شمعِ بادِ صبا
 میرے پہلو میں دلِ ناشاد ہے
 قیاس - رام پرشاد کیل کیا خلفِ منشی سنجون لال دیوان راج ریاست
 نگاری تلمیذِ اکبر و ناپوری اُسو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن
 لٹری کلپ گیا کے نام سے قائم کیا تھا جہیں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔
 دیوان مرتب ہو چکا تھا سن ۱۹۰۷ء میں انتقال فرمایا۔

چلے باغِ دنیا سے کیا لیکے ہم
 نہ کچھ رنگ لائے نہ بھولے پھلے
 عجیب شان سے دیکھا ہوا اسکو پہلو میں
 ہوائے خواب کی تعبیر دیکھنے کیا ہو
 شوق کو لے کر تیرے چمکے ٹائیکے کو
 چپ کھڑی ہیں آپ کیوں گو رخِ بیان نکھر
 قصیر - منشی گوری شنکر صاحب شاگردِ ظہیر دہلوی

تھا لاکیا اجارہ ہو دکھائیں کیوں تباہیں کیوں
 کہیں لائے ہیں تصویر ہواکِ بمرقت کی
 مکل آیا ہو کیا انکار میں استرا کا پہلو
 بڑے موقع پہ کچھ انکی زباں نے آج کلنت کی

قمر - جبری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ کیل گورکھ پور اردیکم
 تو نے اشد کا گھر کب نشین نہ کیا
 میں نے تیرے میں کعبہ کا کس نے دیکھا

۱۴۱
 کمتر بابو کنھیالال رستوگی ایم لے۔ (فارسی) خلعت بابو دگر بڑا مال زمیندار
 و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۳ء ۱۹۳۱ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی
 ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل مہارت
 ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرنذ مشت پر وہ شرف المخلوق انسانیا
 مجازی ہر نقطہ زمینہ ہواک عشق حقیقی کا
 جلال باغیان باغ عالم کا تصور ہے
 نہیں چھوٹکی زدی شجہ جی جت کے وغیر
 رہو جسکی شنایں سب رسول انبیا عاجز
 بہت بچپن ہو قطرہ ہجو ردت سے
 نہیں کمتر کی خوبی شاعری امام غنوی ہو
 کیفی۔ پندت بر جموہن ناتر یہ دہلوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۵ سال
 خاک دیر کعبہ کی خوب چھان لی تو نے
 دیکھ اتو تماشائی گل پر رنگ بوا بکل
 عا تجرہ بابو کنھیالال صاحب ورما عاجز بوڈو حافی نیشنل اسٹیٹ سرورناہن
 زبان کو کہ کہاں طاقت تری دھت سرائی کی
 قلم بھی لکھ نہیں سکتا صفت تیری شناتیری

۱۴۲
 نہ ہو جب تک اشارا تیرا پتہ بھی نہیں ملتا
 وہی ہوتا ہے اے مالکِ جمہورنی ہو رضا تیری
 حسرتِ منشی اتما رام خلف رائے دولت رام نبیرہ راجہ کنور سین بہادر
 دہلوی شہداء میں انتقال کیا۔

دیکھا جدھر اٹھا کے نظر خاک کر دیا دل کیا بچو کہ تیرے اشارے ملا کے ہیں
 حیران منشی رام نرائن خلف منشی میکو سنگھ دہلوی قوم کھتری۔ تلمیذ
 داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں تبتائیں نکلے ارمان خاک میں نکلے
 قریبے کا مذاق اچھا سلیقہ کی منشی اچھی پسند خاطر احباب ہو وہ دہلی اچھی
 صفوی۔ شاہ سرن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشکار کلکٹری بنارس۔
 ابوصوفی درمیاں اٹھ گوسا رکھجا میر واسکے رشتہ تارک جاں رگیا
 شایق۔ بابو بہاری لال صاحب ناگڑی کھتری پوادھے۔ خلف بابو
 ہنومان پرشاد جی۔ ولادت ۱۸۹۰ء بڈل کلاس پاس کر کے انگریزی
 کتابوں کے دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمہ ریلوے
 میں ہر ملازمت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی ملا واقع قیصر باغ
 لکھنؤ میں اقامت گزرتی ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سے ناواقف
 ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے۔ شہداء سے شاد پیر میر لکھنوی

کے شاگرد ہیں بغزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں۔

لگا خدنگ ووشبہ ہو نوک مرگاں کا بغل میں دل بھی ہو زخمی مرا جگر کی طرح

شادی کی ابا امید ہو پیرا نہ سری میں بھڑتے ہیں مری پھول چراغ سحر میں

گر لبندی پر تارا ہو مری تقدیر کا بام پر نظارہ ہو اس ماہ پر تنویر کا

مشتاق - جگنا تھ پر شاد متوطن بنارس تلمیذ آفاق

حسن تھاجتیکت ظاہر عشق کی سہرہ تھی شمع جب روشن تھی سپد کیاں پرانہ تھا

غور سے دیکھا تو اے مشتاق ثابت ہوا کوئی بھی اپنا نہ تھا جو تھا یہاں بگایہ تھا

نشتہر - بابو ہر گوبند دیال گیل اوری بی اے تلمیذ ترقی لکھنوی

دیکھ کر بھونکے یہ سیاختہ گزرا خیال اکدن آخر ہیں گلہبیں کو دمن کیلئے

تم بھی نشتہر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہود ہو جنگی رحمت ایک سی ہو دوست دشمن کیلئے

شاطر - بشیر سہائے خلف بزرگ اس صاحب ملاقات مشائے دیش اگر وال تلمیذ

عیاں میرٹھی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہر چند پور ضلع میرٹھ - اردو فارسی

انگریزی جانتے ہیں عمر ۴۱ سال -

رہبران در الفت کانہو چھو احوال تحک کے پیٹھیں جاں بس میں منزل ہو جائے

آگے چلینگے جب بل قفس کی تیلیاں تب کہیں گے سوز دل کو تیرے پرتیر ہم

باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے بھی دم نکلتے دیکھنا ہو عاشق و لگیر کا

جو ہر بابو متھرا پر شاد بساریہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بہرائچ

۱۴۴۷ ہجری شمسی میں پیدا ہوئے۔ مگر کچھ فکر عقیقی کی بھی دُنیا دار کر لینا

مائل۔ بابو بھولا ناتھ مائل ساکن مذکورہ
دل کو تباہ کیجئے پر دیکھ بھال کے یہ ٹوٹا پھوٹا گھر حرم کردگار ہے
برہمن۔ پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برہمن بھی انکی باد الفت کاکل ساغر چڑھا کر ہو گیا ہے عاشق دلگیر منجانب
ملا۔ پنڈت آنند رام ملا۔ ایم اے۔ ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلع پنڈت
جگت نرائن صاحب واپس چائسل لکھنوی نیو ریسٹی سابق ذریعہ کل سلف گورنمنٹ
ولادت ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء عمر ۲۹ سال تلمیذ مولوی برکت اللہ روضہ حرم آپ کا
شمار لکھنؤ کے کامیاب کلامیں ہے۔

نقل ایسے نگالیتے ہیں زندانوں میں اُن تنائی اسیری ترے دیوانوں کی

نظم۔ رے ٹھا کر رشا و صینہ دار حیدر آباد کن
نامہ برکناز بانی بھی یہ اسکو دیکھے خط عاشق مایوس کی یہ خری تحریر ہے
ہنس۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر۔

کیا لکھوں اس کی یاد جو نبی تبت کمال ایک خطیں سو جگہ بگڑی ہوئی تقدیر ہے
رواق۔ ماسٹر بھی نرائن دھون خلع بابو بالکراشن ولادت سن ۱۸۸۷ء مقام
سونہمی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاہ میر لکھنوی قوم کھتری اگر وال تعلیم ایف اے
پاس سابق سکند ماسٹر جو بی ائی اسکول حال پیشہ سوشل تعلیم آپ کے

۱۴۵
 بزرگ اکبر آباد کے متوطن تھے۔ غدر کے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں پھنس گئے۔
 مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت
 شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت
 رکھتے ہیں۔

سر ملہوں کو کیا تدمکے وقت پست بہ	زنگ پیلا پڑ گیا غیر کے چرخ پیر کا
واہ کب تانی کو میل و میاں کا یا حیف ہو	جبکہ میری عمر کا لبر ز پیمانہ ہوا
تنگ آ کر زن دنیا سے عدم کو جو گیا	نام اسے نہ لیا لوٹ کر گھر آنے کا
قاتل و جب چکا یا قصہ رگ و گلہ کا	خبر کے منہ پیرے رنوں خون تھکا
نیکنو کی عیب جوئی ہو باعث فحیشت	منہ پڑ پیکا ادا کر گر آ سماں پہ تھوکا
پتہ کیا پوچھتے ہو دولستاں کا	وہ ہا شذہ ہو ملک لامکاں کا
ذرا حظ نہ ہم کو ملا زندگی کا	گزر سب زمانہ گیا زندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمہری
 کیسے بیدار دنگر حسیں ہوتے ہیں لیکے دل لاکھوں کا پھر پر نہیں ہوں
 اثر۔ منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کا ستھ سروا ستودہ سرے یس
 زمیندار پسر اکبر خراب منشی میتھی لال صاحب متوطن خیر آباد۔
 محلہ بھولن پور۔ ضلع سیتا پور پہلے عیش غلص تھا۔ شاگرد مولوی جن علی
 خان صاحب حسن رامپوری۔ فن شعروا نشاد و سارنج میں مہارت تامہ

کہتے تھے خط نستعلیق و خط شکستہ اچھا تھا۔ اُردو میں ایک ناول
 ”چاک گریباں“ اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد تاریخ۔ چند غزلیں ہیں
 زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۴۵ برس کی عمر کا پندرہ سالہ میں وفات
 پائی۔

ہشیار ہوں جاشق کیف شربتوں چو نکلیں جو منور نمہ چاک و بابوں
 جاگیرِ جہتِ ملتِ خوابِ شباب ہوں اب لے مستعدِ کارِ صواب ہوں
 دکھیں بچشمِ ہوش جو حالت ہو قوم کی
 پس حد بھی ہو چکی ہو تغافلِ کدوم کی

نہو جو دل سے جو اے حقیقت وہ پہنچے کیسے اسرارِ نہاں تک
 اثر کرنا تھا اُنکے دلیس لے آہ کیا کیا تو نے جا کر آسمان تک
 کریں کیا خوبی قسمت کا شکوہ رقیب اپنا بنا ہے رازِ دان تک
 رخصت دیدارِ گردی ہو تو فیضِ جو ضبط بھی مجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا
 بُت پرستی باؤ خواری میں کٹا عذاب اب اثر تو بہ کر جو وقت استغفار کا
 آرام نہی کھن لال کالیست دہلوی شاگرد میر انشا اللہ خاں انشا

ہمدرد ہو یہ کہتے ہو تو یار سے مل اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
 احمر۔ بابو کرشن دیو بھونڈی نکلی مارکیٹ کراچی
 قاصد اتنا انھیں پیغام زبانی دینا کس خطا پر مجھے ایدوستِ فراموش ہے

۱۴۶
 انکسار۔ لائے سر جو رشا و صاحب لکھنؤی شاگرد احسان شاہ جہانپوری
 وابستہ جوانی تھے لطف زندگی کے پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگے
 مرنے پر کن کسکے آتا ہے فاتحہ کو اپنے پرانے ساتھی ہو ہیں جیتے جی کے
 الفت۔ انت رام ساکن ٹپہ عظیم آباد

دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو دیجئے قصہ نہیں سنا ہو فرشتوں کی چاہ کا
 کچھ ہو خفیض گو رکھا اے منعم خیال دو دن فقط بلند ہے گوشہ مرزا کا
 بزم۔ جناب بندت امیکا پر شاہ صاحب و کشت برہمن ولد جناب بندت
 گردیاں جی صاحب کیل ولادت مضافات کا پور۔ متوطن لکھنؤ بریاں
 تعلیم ایم اے تک حاصل کی جلیپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور ہوئے۔
 ششہ میں جیو بی اسکول میں سکندڑ ماسٹر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب
 سے ناچاتی ہوئے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹری
 پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کشاگرد تھے
 ساری دنیا ہو غریب الوطنوں کا مسکن ہائے کس سے کوئی پوچھے دیلن کسکا ہو
 لیدیں عاشق کو اتر جائے جو شتر بنکر ایسا صبح کو سوا اور سخن کسکا ہو
 بیدار۔ کدرا ناتھ صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیرا گڑھ
 دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوا ہو پھول بھی گر شبنم یہ کیس رو ماہے
 بہار۔ اکھوری شیونندن پرشاد کالیست ہیڈ ماسٹر اسکول ارول۔

شاگرد داغ دہلوی -

فائدہ خاک جمع زہد میں نہیں کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں
برق - پریم کمار آذری عمر ٹھینا ۲۲ سال -

چار حرف آرزو سنو میں تم کو ناگوار تم سنو گے خاک لے دستان آرزو
گلشن عالم کا منظر بھی ہو کتنا دلنریب تنکے تنکے پر بندھا ہوا خیال آرزو

امیر گو بردھن پشاد ۱۹۳۵ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے -

جذبہ دل کی میں تاثیر دکھانا تم کو مے قابو میں میر جان اگر دل تپا

مالف - ماسٹر بھولا سنگھ ٹیچر لائبریری اسکول منظم تحصیل فاضلکا -

ضلع فیروز پور عمر ۲۵ سال -

دم گریہ مجھ وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں

دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو اس زمانے میں جو اظہار بہر کرتے ہیں

جوش - میٹر موہن سنگھ ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

اویسیم سحری نے اڑادی انوس رنوق بزم قضا کا تھی پڑنے کی

حسرت - بشن داس جھکے نہر والا کند ضلع ستیاپور

مجھ کو نفرت ہو نمود و نام سے کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے

چھوڑ دینا کی ہوس گر مر رہے زندگی ہوگی بسر آرام سے

رسا کشند بال الہ آبادی

عشقِ دہم ہو جسکا نہیں کوئی مرہم ^{۱۴۹} یہ مرض وہ ہو کہ جسکا نہیں دوا مل گیا
رہند۔ پنڈت رام متوطن تھانہ بھون۔

حافظ و ناصر خدا کر نداجا دی ہیں ہم بول ٹھادل بار کو ناز واداکو دیکھ کر
شائل۔ جناب خراجی لال دہلوی مقیم سہارن پور۔

دور روزگیت میں لیں اپنی سربراہی کیا کریں تھاری طرح ہم بھی بیوفانی کیا
بھگروٹ و اخلاص دوستی و وفا بتائیے تو سی ہم میں ہو بُرائی کیا
سوسن۔ ہر رشاد ہید کلک سرشتہ تعلیم ضلع سیتاپور۔
چلے آتے تھے گھڑ پر بے بلائے مری ابھی راہ پر قسمت کبھی تھی
سفیر۔ بابو جتی پرشاد وکیل متھرا۔

ابھی کل تک جو دیزیب تھے گلزار عالم میں
صبا سرپتی ہو آج ان بھولوں کے ماتم میں

شجاع منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر
بخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا کم کم ہو روشنی مری شمع مزار میں
شہیر منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیڑی
ڈاک خانہ مورنڈا ضلع انبالہ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے خست
دیکھنا ہو جس کو آکر دیکھ لے
زندگی ہمیں گزرتی ہو عجب احتس
جان باقی ہے ابھی بیمار میں

شفق کرتار ناتھ شفق شیدائی متوطن سیال کوٹ عمر تخمیناً ۳ سال
 انسان کا حیات کپا اختیار ہے اے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہے
 شفق کنبہاری لال شفق وکیل۔ راج جے پور شاگرد قلق میر بھی۔
 اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں شخص چار سو ہے اور میں ہوں
 صبا۔ پر بھی چند لال صاحب رئیس پور نیہ۔ شاگرد شوق نبوی۔
 عشق لیلی کا اگر فیس کو کامل ہوتا مانع دید نہ کچھ پردہ محل ہوتا
 صابر۔ بید زائن سنگھ صاحب ہیکار ریاست اجیکڑہ۔ شاگرد
 یاس لکھنوی۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھ کہاں ہے خست فصل گل کی کاٹو نہیں ہیں
 ضیا۔ بابو ہریش چند رنی لے ایل ایل بی وکیل دیونند پوری۔
 عمر ۳ سال۔

دچھتے کیا حل ہو مجھ خانماں بڑ کا مشغلہ ہے آہ کا یا شغل ہے فریاد کا
 وہ قیامت کا سامری نظیر میں نہیں آہ کرنا اور مٹ جانا دل نا شاد کا
 طرب۔ متصدی لال صاحب کایست خلف مرلی دھر صاحب
 عطار شاگرد ملہور۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں وہ اپنے پائندہ مندی لگائے جاتے ہیں
 عاشق۔ گو کل چند کھتری متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میر بھی

۱۵۱
 جس کا سواؤ کرتے ہیں فاکو دیکھ کر ہم بھی نیگے نقد دل جو رو جھاگو کھیکر
 غش۔ راجہ باد ساکن موضع اسولی مقیم کھنڈو
 سمجھ میں کچھ نہیں آتا کشش کیسی ہو منزل میں
 وہ کہتے ہیں مری آنکھوں ہو کر خانہ دل میں
 فائق کینجہ باری لال صاحب کا پیوری۔

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق پوچھتے ہیں مزاج بسل سے
 فدا۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون۔
 تھا مفت دریں غم جدائی کا کیا گلہ ان کی بیو فانی کا
 کمال۔ لالہ جگن ناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیحانی
 بڑی مدت کے بعد آخر طلسم بخود ہی ٹوٹا
 بیان غم کیا پھر آنسوؤں نے تر جہاں ہو کر
 اٹھا اور اٹھ کے سرقہ مول پرائے ڈالکھوئے
 سنانی دستاں اپنی مجسم داستاں ہو کر
 ہوا جب گدگد آتی ہو غنچے مسکرتے میں
 حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہو جواں ہو کر
 گل۔ گلاب رائے صاحب ورما بیاوری۔

چلے آؤ گے میرے گھر دیکھ لینا یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

لکشمی۔ باوٹھی زاین صاحب دہلوی مصنف گلن جواہر

یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں

خطا ہے اس میں ساقی کی نہ کچھ انقصیر منجانبہ

تو ہی تو ہو تصویریں جہاں یہ لکشمی جائے

تو ہی ہے شبیشہ و ساغر تو ہی ہو میر منجانبہ

منظور۔ ہنسی کالی پر شاد منظور گور کھپوری تلمیذ مقصور گور کھپوری۔

نہ مغرور ہو حُسن پر اپنے کوئی کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا

مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہو مرا سر ہو اور آستانہ کسی کا

مبتہج۔ سائل و اس کھتری محافظہ قمر گلکتری ضلع اناؤنہ ۱۹۷۷ء

میں انتقال کیا۔

تلوار کیوں نکالی تھی قتل میں اپنے منظور میرے قتل کا اگر امتحاں نہ تھا

مونس۔ پر کاش چندر سیوہارہ ضلع بجنور پوہنی۔

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو لگادی آگ شاخ آشاں کو

ہزاروں کے ہوئے ارماں پوئے ہمیں سے دشمنی ہو آسماں کو

مائل۔ پنڈت جگدیپ زائن چودھری ساکن شاہجہاں پور

بیوفانی کا اسکی کیا شکوہ کوئی معشوق با وفا بھی ہے

نسیم۔ لالہ لکشمی چندھی ساکن نور محل۔

۱۵۳
 تنہاؤں میں اربانوں میں پھر ٹھیل ہوئی پیدا
 بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مریاں ہو کر
 نہ جانے آہ کتنی کوئی تنہا تھی کہ حسرت تھی
 مگر کچھ تو ضرور اٹھا تھا سینے سے دھواں ہو کر

آثر۔ سر جو ریشاد صاحب کالیت نگم قصبہ اکبر لڑ پاناٹھ
 ہلکے کیا کام اہل دنیا سے ہیں گد اٹیرے آستانے کے
 ایجاد۔ منشی دیبی سہائے اکبر لڑ پی شاگرد عجز لکھنوی۔
 وہ دل لے کے چپکے کر چلتے ہوئے یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے
 اقصر۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔
 تمہارے چھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
 یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں برسوں
 بدر۔ مسٹر ہریال کھنابی۔ لکھنوی۔

بھیس شمشیر براں کی ضرورت کیا ہو قاتل ہیں
 گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہ۔ منشی منب گوپال شاہ جہا پوری

آپ ہی کچھ دل بتایا کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہو مرے سمجھائیے
 اور حال شب فرقتیں کہ غم کو چھوٹوں ہوگی آساں مشکل تری آجانیے

زیبا۔ رائے اجدھیا پر شادشاہ جہاں پوری
 شہدائے محمد کے تاثیر ہوئی تو اتنی نیند آجاتی ہو انکو مری افسانے
 شمس۔ شیو پر شاد و عرف۔ جلال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ
 انجم کے چراغوں کو فلک پر کیا ٹھنڈا او مرقا میری ہی آہ سحری نے
 شائق۔ پانڈے گودی پر شاد و عرف خوشوقت رائے گورکھ پوری

ہزاروں خون ناحق ہو گئے ان ہاتھوں کچھ دن میں
 یہ کہتے ہیں ترا دست حسائی دیکھنے والے

علو۔ کوہ پیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڑھ

دلوں میں تہلکہ سا پڑ گیا غل مح گپا ہر سو

ہوئے غش یار کی جلوہ نمائی دیکھنے والے

غنتقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں سہیڈ ماسٹر انجینئرنگ
 ہائی پاپو لرا سکول۔

یتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا چلے دیر کو ہم مسلمان ہو کر
 قمر۔ حکیم چھپا می لال صاحب عطا پوری شاگرد و پیش

نہ جائیں کہیں آپ همان ہو کر مرے دلیں بیٹھے رہیں جان ہو کر

مویا۔ گنگا شن لال صاحب متوطن سلطان پور پہلے آپکا تخلص مہر خوش تھا

یہ بھی ہر بات پر جھوٹے بنے ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

۱۵۵
مظلوم۔ مرلی دھر پٹیا سٹرائیگلوور نیکو لڑ ٹل ہند واسکول جگرواں
سر طور موسیٰ جو بچائیں ہم کو انھیں انترانی سائیں تمھاری
ناز۔ بابو ہیر انجم اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ۔

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن یہی نیرنگ ہیں زمانے کے
اے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف ہمتو قابل نہ تھے ستانے کے
رسوا۔ بابو ہر چند اس کلرک پنجاب ریلوے مقیم دہلوی۔ شاگرد
آغا شاعر دہلوی۔

پنچ نظر دے ہوئے جاتے ہیں سب لاکھوں حشر بر پا کرے گرا آ نکھ اٹھائے کوئی
میرنگ۔ بار گنگا پر شاد بلند شہری تلینہ ساتی میر بھٹی۔

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور
قول کے پورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں
زندہ لالہ کھیم زائن زند لکھنوی نبیرہ راجہ لچھی زائن در فیق۔ مہراجہ
ٹیکٹ رائے۔

نالہ طبنور و چنگ اے اہل غفلت تم سُنو
گوشت زندہ ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے منرا سکی کہ روز و شب وہ پاسے گوشت مال
راز و دل بے پردہ جو کھدے بلند آواز سے

زنگ۔ لالہ کیشو داس خلف رائے بہادر لالہ ہیما مل متوطن دہلی
۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔

ہو کفیل کا رانیا حبیب حیدر وہاں
زنگ۔ لالہ لکھیت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفر نگر
دکنی تڑپ کا بعد فنا بھی چلی ہو
آپ بھی ہر دل متیاب گزرتا رہا
زنگیں۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد ہمارا جہ مینی بہادر متوطن منڈیاؤں
ضلع کھنڈو۔

غیروں کے پاس جانا ہے کبھی ملنا
رنگیں نشی موہن لال کا لیست دہلوی۔

زنگیں نہیں ہو قطرہ شبنم بہ باغ میں
رونق۔ رادھا موہن لال اہلحد ریاست تروا ضلع فرخ آباد

ملبوس کا ظاہر ہے فقیرانہ ہمارا
نار۔ پنڈت تر بھون ناتھ خلف پنڈت پرتمی ناتھ صاحب رتشی ٹہید
دراغ دہلوی۔

دل ہمیں چھوڑ کے اس طرح گیا
کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں نکلا

۱۵۷
 بدوہ اگر حشر میں ہفتہ گز آئے
 خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے
 ہنر۔ کنویر گار شاد تعلقہ دار فائزری محبٹرٹ وریس اعظم سندیلہ
 اردو فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ کھے تخمیناً ۱۰ برس
 کی عمر میں ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا ان سے بیوفائی کا کہ زمانہ ہے کج ادائی کا
 ان سے ہو آج وعدہ دیدار وقت ہے قسمت آزمائی کا
 نسیم جناب پندٹ شیو زائن نسیم ایڈوکیٹ لاہور۔
 جمع ضدیں ہے خلاف اصول ان میں سوخی بھی ہو چاہی ہو
 یاس۔ بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون
 کسلے کرتی ہو تو ظالم سنا دلکا خون وصل کی شب الٹھی سوخی جیا کو کھو کر
 مخدوب بنشی گوریشندر خلف رائے خیراتی لال منج آبادی
 بہت اچھی نہیں ہے بیوفائی کبھی تو ذکر آجائے وفا کا
 مست۔ رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ہمیر پور خلف رائے ہر گونبد سا
 رئیس اناؤ شاگرد واجد

کیا مقابل ہووے جاناں سے زور ہے آفتاب کی رنگت
 عمل۔ سوہن لال باسٹر ضلع اسکول ہمیر پور متوطن کانپور
 عشق بھی کیا بلوہ سر جوش ہو جسکو دکھورات دن بیوش ہو

یار - منشی چودھری لال امین مہیر نرپ متوطن کانپور۔
 کہہ رہا ہے تیرے جو بن کا ابھار ^{نمرہ نخل جوانی} سہے ہی
 وضع - بابو مینی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن بھگپور محلہ منشی پور
 ضلع کانپور ۱۹۰۷ء انتقال کیا۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہو خجرترا یہ نہ معلوم تھا فوراً یہ جدا ہوتا ہو
 گوہر - منشی گنیدی لال خلع رام دیال رسا ابن منشی تلوک چند شاگرد
 رسا و موش مراد آبادی وسادت بدایونی و منشی شیور شاہ کشتہ - آپ
 خاندانی شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں قوم کالیست متوطن فرخ آباد
 مولد و مسکن بدایوں۔

رخ پر نور کو تشبیہ دینا مہر محشرے مری انت میں تو رخ کو آئینہ دکھانا ہو
 مہر - دپ چند کھتری نسیرہ راجہ ٹودرن فارسی کے نامی شاعر تھے
 اردو میں کلام بہت کم ہے۔

قاصد تو اس فریب اس میں جاٹو صاحب کسکا خط ہو ذرا پڑھ سناٹو
 عشرت - لالہ نانک چند بی لے - ملازم انگریزی اسکول بلرام پور
 ضلع گونڈہ عمر تحفینا ۳۰ سال۔

آغاز ہو اس عشق کا انجام نہیں ہو نینے تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہو
 تمام شد

تذکرہ تو ختم ہو گیا یہ محفل جس میں ہندوستان کے تمام جہاں اور تمام مذاہب کے
 رفیق افراد میں آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگی مجھے اندازہ ہوا کہ موجودہ حالت میں اردو
 کی خدمت جس خلوص سے اہل ہندو فرما رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اردو کے
 مالک اصلی ہی حضرات ہونگے سینہ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں یہی
 کتابوں میں صرف رامائن کے پچیس ناظم اردو موجود ہیں دہلی کے شعراء میں انکا شمار سب سے
 پایا جاتا ہے نظم و نثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی
 مخدوم بنتا ہے۔ میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی جو
 واسطہ کے آخر اگر شعراء نے اپنے حالات بھینچنے میں قیاضی سے کام لیا اسکی
 دوسری جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہوگی۔ ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر
 ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے ہمان جو آج جوان اور صحیح و سلامت
 موجود ہیں پچاس برس کے اندر تالیخ سے افسانہ بن جائیں گے یہ محفل خواست ہوتا
 اور زمانہ دوسری کرٹ بدلے گا زبان نیاز نگ اختیار کریگی تہذیب نیا رنگ لائے گی
 ہمارے سخن سے گلچین ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائیں گے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کریں گے
 اور انکا ذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہو گا مگر ہم کہاں۔

دُنیا کے جو فرے ہیں ہرگز وہ کم نہیں
 چرچے ہی رہیں گے انہوں نے ہم نہیں

تصانیف مولانا محمد رفیع صاحب عشرت لکھنؤی

۱	اب تقاب: تذکرہ شریعی ماضی و حال شاہ	۱	اصول اردو: مرنو بخو کچھ بڑے
۲	نزارتخ کلام مرخجائے عشرت	۲	چھوٹے قاعدے جولو کی ترکیب
۳	قوا علیہ ملک الشریعہ ترقی مرحوم کے	۳	گلہ سترہ ظرافت - مذاق
۴	سینہ بسینہ اردو زبان کے مرئی قاعدے	۴	کی کنبی
۵	اصلاح زبان اردو کے الفاظ و محاورات	۵	ہججولی: شریف بی بیوں کی تعلیم
۶	کی تحقیق عندنا سخی اریٹائی	۶	کی ضروری کتاب پر نیم و خانہ جدید
۷	شاعیر کی کتاب اہل عربین: فن عروض کی	۷	ہججولی: جلد دوم خوشی اور آرام
۸	عام فہم قاعدے تقطیع کا اصول تہذیبی	۸	زندگی بسر کیا قاعدین و شو کی محبت
۹	ہیاتا و شاعر کامل پر کتاب کی پیش	۹	شادی کرت بچا کے قصص ناما تعلیم نسا کا
۱۰	لغات اردو: مکمل چار جلد ہیں	۱۰	فائدہ: خانہ داری کے اصول
۱۱	زبان و ادبی: اردو کی تحقیق مستند	۱۱	مضمون نویسی: اردو عبارت
۱۲	فصحی اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق	۱۲	لکھنے کا قاعدہ
۱۳	جان اردو: اردو ہندی کی تحقیق الفاظ	۱۳	ترجمان پارس: اردو سے فارسی
۱۴	کارفرم محاورات کی تحقیق	۱۴	بنائیکا قاعدہ

ہندو شعرا: گذشتہ موجودہ ہندو شاعروں کے حالات و کلام کا حصر قیمت ایک روپے پانچ آنے
 مینر عشرت کبڈو - احاطہ خاسا لکھنؤ

